جلد ۱۰ || ۱۶ نبوت ۱۳۴۰ ہش ۷ رجمادی الثانی ۱۳۸۱ھ ۱۶ نومبر ۱۹۶۱ء || نمبر ۴۶

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۱ نومبر بوقت ۸ ½ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ کل حضور کی طبیعت اچھی رہی کھانسی کی تکلیف ابھی ہے مگر پہلے سے کافی کمی ہے اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے۔

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی شفاء کامل و عاجل اور کام والی لمبی زندگی کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۱۴ نومبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ ربہ مع بیگم صاحبہ اور نو زائیدہ بچی کے امرتسر لال ہسپتال میں خیرو عافیت ہیں۔ ہر دو بڑی صاحبزادیاں قادیان میں بخیریت ہیں۔

اللہ تعالےٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو اور بسلامت واپس لائے۔

ولادت باسعادت

قادیان ۱۲ نومبر صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کے ہاں آج رات امرتسر لال ہسپتال میں صاحبزادی تولد ہوئی ہے۔ زچہ بچہ کی صحت بفضلہ تعالےٰ اچھی ہے۔ نومولودہ سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی پوتی اور حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ کی نواسی ہے۔ حضرت اقدس نے امۃ الرؤف نام تجویز فرمایا ہے۔ اس موقعہ پر ادارہ بدر اپنی طرف سے اور جملہ درویشان قادیان کی طرف سے ہر دو قابل صد احترام خاندانوں کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوا دعا گو ہے کہ اللہ تعالےٰ اس دختر نیک اختر کی ولادت کو سب خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ساری جماعت کیلئے موجب صد برکات و فضل بنائے اور سب کیلئے قرۃ العین کا باعث ہو۔ آمین!

ایک ضروری اعلان متعلق رشتہ ناطہ

احباب کو علم ہے کہ رشتہ ناطہ بالخصوص احمدی لڑکیوں کیلئے موزوں رشتوں کی تلاش میں اکثر دوستوں کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے چنانچہ اس دقت کو رفع کرنے کیلئے نظارت ہذا کی طرف سے متعدد بار جملہ سیکرٹریان امور عامہ۔ معزز صاحبان اور جملہ مبلغین کو توجہ دلائی جا چکی ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ کی تمام جماعتوں کے قابل شادی اناث و ذکور کے کوائف مرتب کر کے بھجوائیں تا معین طور پر معلوم ہو سکے کہ کس جگہ لڑکیوں کی زیادتی ہے اور کہاں کہاں لڑکے زیادہ ہیں اور انکے کیا کیا کوائف ہیں اور پھر اس اندازے کے حصول کے بعد نظارت ہذا کی طرف سے مناسب کارروائی عمل میں لائی جا سکے۔ اگرچہ حسب حالات اب بھی دفتر ہذا کی طرف سے رشتوں کے طے کرانے کے متعلق کارروائی ہوتی ہے لیکن افسوس ہے کہ احباب ذمہ دار دوستوں نے عموماً بہت دوستوں نے اس بارہ میں نظارت ہذا کے ساتھ کما حقہ تعاون نہیں فرمایا۔ اسلئے یہ فریضہ کما حقہ ادا نہیں ہو رہا۔ لہذا بذریعہ اعلان ہذا پھر توجہ دلائی جاتی ہے کہ احباب کرام اس اہم تو می ضرورت کو پورا کرنے میں تساہل سے کام نہ لیں۔ اور جس قدر جلد ممکن ہو مطلوبہ فہرستیں مرتب کر کے بھجوائیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

کالیکٹ (مالابار) میں سیرت پیشوایان مذاہب کا عظیم الشان جلسہ

(اور)

ہندو مسلم عیسائی نامور مقررین کی طرف سے خراج عقیدت

از مکرم ایم۔ کے عثمن کویا صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ کالیکٹ

جماعت احمدیہ کالیکٹ (مالابار) کے زیر اہتمام سیرت پیشوایان مذاہب کا ایک عظیم الشان جلسہ مورخہ ۸ را کتوبر ۱۹۶۱ء بروز اتوار بوقت ۵ ½ بجے شام ٹاؤن ہال میں زیر صدارت محترم مولوی عبداللہ صاحب مولوی فاضل منعقد ہوا۔ جلسہ کا افتتاح ضلع کے جج شری کے۔ کورو ت نے کیا۔ اس جلسہ میں سری سکومار ازیکوڈ عبدالرحیم صاحب، مشہور پادری ہینری جے اوٹن، کے۔ پی۔ ابراہیم کٹی صاحب بی۔ اے بی۔ ایل اور مولوی محمد ابوالوفار صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ نے علی الترتیب حضرت شری کرشن، حضرت شری بدھ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام، حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت احمد علیہ السلام کے متعلق تقاریر کیں۔ امریکن پادری کی ملیالم تقریر بہت دلچسپی سے سُنی گئی۔

جماعت احمدیہ کالیکٹ کی تاریخ میں اتنا عظیم الشان جلسہ اس سے قبل منعقد نہیں ہوا۔ ہال کے اندر اور باہر سامعین ایک بڑی تعداد میں حاضر تھے۔ جس میں یہاں کے مشہور وکلاء، ڈاکٹر اور حکومت کے افسران موجود تھے۔ جلسہ کے متعلق تمام شہر میں بڑے سے بڑے پوسٹروں کے ذریعہ اچھی طرح اعلان کیا گیا تھا۔ اور معززین کے نام دعوتی چٹھیاں بھی ارسال کی گئی تھیں۔ جن میں مکرم عبدالحفیظ صاحب بی۔ اے۔ اور مکرم مولوی محمد عمر صاحب مالاباری مولوی فاضل کے علی الترتیب انگریزی اور ملیالم میں لکھے ہوئے ٹریکٹ بھی تقسیم کئے گئے تھے۔

جلسہ کے بعد تین افراد بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ الحمدللہ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کو استقامت بخشے۔ آمین۔

اس جلسہ کے متعلق مالابار کے مشہور اخبارات ملیالم منورما، ماتربھومی، چندریکا، دیپ، دین دارتہ اور چندریکا نے مفصل رپورٹیں شائع کیں

جلسہ کا نمایاں ذکر اخبارات میں

چنانچہ مالایالہ منورما جو کہ یہاں کا مشہور اور کثیر الاشاعت عیسائی آرگن ہے میں مندرجہ ذیل تفصیلی رپورٹ شائع ہوئی ہے۔

"امن عالم کے لئے اتحاد مابین الاقوام کی ضرورت ہے" "مذاہب کے متعلق شری کورو ت (ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ) اور سکومار کی تقاریر"

کالیکٹ ۱۰ اکتوبر۔ کالیکٹ جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام منعقدہ جلسہ پیشوایان مذاہب کا افتتاح کرتے ہوئے شری کے کورو ت ڈسٹرکٹ جج نے فرمایا کہ دنیا سے گمراہی اور ادھرم کو دور کر کے امن عالم قائم کرنا ہی ہر مذہب کا نصب العین ہوتا ہے ہم تمام مذاہب کو سچے مان کر اور تمام پیشوایان مذاہب پر اعتقاد رکھ کر اس نصب العین کو آج بھی حاصل کر سکتے ہیں موجودہ زمانہ میں جبکہ ہر طرف (باقی صـ۱۲ پر)

قادیان میں جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ

بتاریخ ۱۶-۱۷-۱۸ دسمبر ۱۹۶۱ء کو منعقد ہو گا

احباب کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ قادیان میں جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ امسال بھی ۱۶-۱۷-۱۸ دسمبر ۱۹۶۱ء کی تاریخوں میں منعقد ہو گا۔ جملہ امراء صاحبان، مبلغین کرام اس روحانی اجتماع میں شمولیت کے لئے احباب جماعت اور زیر تبلیغ دوستوں میں تحریک فرمائیں کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں قادیان تشریف لا کر اس روحانی اجتماع کی عظیم الشان برکات سے مستفید ہوں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے دی آزاد آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی بعض احباب سے ملاقاتیں

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی ربوہ

یہ ایک حقیقت ہے کہ چونکہ احباب جماعت حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی علالت کی وجہ سے آجکل حضور کی ملاقات کا زیادہ موقعہ حاصل نہیں کرتے اس لئے طبعاً اپنے اخلاص کی وجہ سے اس معاملہ میں کافی تشنگی محسوس کرتے ہیں۔ اور اس بات کی آرزو رکھتے ہیں کہ حضور کی صحت کے متعلق روزمرہ کی مختصر طبی رپورٹ کے علاوہ کبھی کبھی انہیں حضور کی خاص خاص ملاقاتوں کے حالات بھی پہونچتے رہیں۔ اسی غرض کے ماتحت میں نے کچھ عرصہ ہوا جب حضرت صاحب **نخلہ** میں تشریف رکھتے تھے ایک چائے کی پارٹی کا ذکر کیا تھا جو مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے حضور کی فرودگاہ کے متصل باغ میں دی تھی۔ اور حضور اس میں شامل ہو کر کافی وقت تک ایک **کرسی** پر تشریف فرما رہے تھے۔ میرا یہ نوٹ الفضل میں چھپ چکا ہے۔

اب ذیل میں عزیز مرزا طاہر احمد سلمہ کی مہیا کردہ رپورٹ کی بناء پر بعض اور **خوشکن ملاقاتوں** کا ذکر درج کیا جاتا ہے۔ یہ بات تو جماعت کو معلوم ہی ہے کہ حضور اس بیماری میں بھی حسب حالات یعنی جب بھی طبیعت بہتر ہو مخلص دوستوں سے ملاقات فرماتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اسی دستور کے مطابق حضور نے ۸ نومبر ۱۹۶۱ء کو بھی بعض احباب کو ملاقات کا موقعہ عطا فرمایا۔ اور بڑے سکون اور خوشی کے ساتھ گفتگو فرماتے رہے۔

سب سے پہلے حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری کے داماد یعنی **محمد اختر حفیظ صاحب** نے جو کراچی سے تشریف لائے تھے حضور سے ملاقات کی۔ یہ ملاقات چند منٹ تک جاری رہی۔ اور اس ملاقات کے دوران میں حضرت صاحب حکیم خلیل احمد صاحب کا تذکرہ فرماتے رہے۔ اور اپنی قدیم یادداشت کی بناء پر فرمایا کہ ایک زمانہ میں حکیم صاحب مونگھیر کے ایک اشد مخالف احمدیت کے اعتراضوں کا بہت عمدہ جواب اخباروں میں بھجوایا کرتے تھے۔

اس کے بعد مشرقی بنگال کے تین مخلص واقف زندگی طلباء یعنی **عبدالسلام صاحب اور محمد مسلم صاحب اور انیس الرحمٰن صاحب** کی ملاقات ہوئی۔ ان کی ملاقات کے دوران میں حضور محترم مولوی عبدالواحد صاحب مرحوم آف برہمن بڑیہ بنگال اور مکرم چوہدری ابوالہاشم خان صاحب مرحوم اور مکرم مولوی محمد ممتاز صاحب سابق امیر جماعت ہائے بنگال کا محبت کے ساتھ ذکر فرماتے رہے۔

سب سے آخر میں **حاجی محمد فاضل صاحب** ربوہ ملاقات کے لئے آئے۔ حاجی صاحب چونکہ پنجابی کے شعروں میں بہت دلچسپی رکھتے ہیں۔ انہوں نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے چند پنجابی شعر سنانے کی اجازت مانگی اور اجازت ملنے پر قریباً دس منٹ تک اپنی ایک پنجابی نظم سناتے رہے۔ جس میں افریقہ اور یورپ اور امریکہ وغیرہ میں **احمدی مجاہدین** کی شاندار قربانیوں اور کارناموں کا ذکر تھا۔ حضرت صاحب حاجی صاحب کی یہ نظم سنکر بہت محظوظ ہوئے۔ اور بعض موقعوں پر حاجی صاحب کے مخصوص انداز بیان پر ہنستے بھی رہے۔ الغرض یہ ساری ملاقاتیں بہت دلچسپ اور مسرور کن رہیں۔

احباب جماعت کو چاہیئے کہ حضرت صاحب کی صحت کے لئے خاص طور پر دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ جو شافیٔ مطلق ہے حضور کو پہلے جیسی صحت اور قوت اور یکسوئی کے ساتھ جماعت کی راہ نمائی کی طاقت عطا فرمائے۔ اور حضور گذشتہ کی طرح احباب کو زیادہ سے زیادہ کثرت کے ساتھ لمبی لمبی ملاقاتوں میں اپنی زریں ہدایتوں سے نواز سکیں۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

خاکسار:- مرزا بشیر احمد
ربوہ ۹ نومبر ۱۹۶۱ء

چندہ تحریک جدید دفتر اوّل سال ۲۸ء دفتر دوم سال ۱۸ء

(قادیان)

سو فیصدی ادائیگی کرنے والے احباب کی پہلی فہرست!

"حقیقی مومن وہی ہے جو مصائب اور مشکلات کے وقت اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی سے دریغ نہیں کرتا اور مومن کا اخلاص ہر مصیبت اور ہر مشکل کے وقت اس کے کام آتا ہے وہ کسی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرتا خواہ اس کے سامنے کسی شکل میں پیش ہو۔"

سیدنا المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ

ذیل میں ان مخلصین کی فہرست شائع کی جاتی ہے جنہوں نے تحریک جدید دفتر اول سال ۲۸ء اور دفتر دوم سال ۱۸ء کا چندہ سو فیصدی ادا کر دیا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ ان کے اموال اور اخلاص میں برکت عطا فرمائے۔

دوسری قسط انشاء اللہ ۳۰ نومبر ۱۹۶۱ء تک چندہ ادا کرنے والوں کی شائع کی جائیگی۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

دفتر اول سال ۲۸ء

مکرم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب قادیان مع بچگان — ۳۱۸/-
مکرمہ حضرت سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ قادیان — ۹۱/۵۰
مکرم مولوی امیر احمد صاحب قادیان — ۵/-
〃 خان فضل الٰہی خان صاحب قادیان مع اہلیہ صاحبہ — ۷/۷۰
مکرم حضرت بھائی شیر محمد صاحب قادیان — ۱۱/۵۰
〃 بہادر خان صاحب قادیان — ۷/۱۲
〃 بابا محمد الدین صاحب 〃 — ۸/۶۲
〃 چوہدری محمد طفیل صاحب 〃 — ۲۳/۷۵
〃 حافظ سخاوت علی صاحب 〃 — ۵/۵۰
〃 مولوی محمد اسحاق صاحب 〃 — ۱۰/۱۰
〃 حضرت ڈاکٹر عطر دین صاحب 〃 — ۶/-
〃 حاجی فضل محمد صاحب کیدٔ کٹھکوی قادیان — ۶/۵۵
〃 گیانی بشیر احمد صاحب ناصر 〃 — ۵/۲۵
〃 مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی — ۴۰/۵۰
〃 افتخار احمد صاحب اشرف قادیان — ۹/۲۵
〃 ٹھیکیدار بشیر احمد صاحب 〃 — ۵/۵۰
〃 دفعدار محمد عبداللہ صاحب 〃 — ۹/۰۴
〃 عبدالرحیم صاحب حدری یادگیر — ۲۳/۲۵
مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ زوجہ اکبر حسین صاحب یادگیر — ۴۵/-
مکرم سید مصطفےٰ حسین صاحب حیدرآباد — ۶/۶۲
مکرمہ فاطمہ بیگم صاحبہ والدہ مکرم محمد عبداللہ صاحب بی۔ ایس سی حیدرآباد — ۵/-
مکرم امام علی صاحب اودے پور — ۱۷/-
〃 منشی حکیم الدین صاحب 〃 — ۶/۱۲

دفتر دوم سال ۱۸ء

مکرمہ صادقہ خاتون صاحبہ قادیان — ۴۶/-
مکرم سعادت احمد صاحب 〃 — ۵/۲۵
〃 امادت احمد صاحب 〃 — ۵/۲۵
مکرمہ ساجدہ بیگم صاحبہ 〃 — ۵/۲۵
〃 والدہ صاحبہ مکرمہ صادقہ خاتون صاحبہ — ۵/۲۵
مکرم بشیر احمد صاحب گھٹیالیاں مع اہلیہ صاحبہ قادیان — ۱۲/۲۰
〃 چوہدری سکندر خان صاحب 〃 — ۱۱/۲۱
〃 بابا نذر احمد صاحب 〃 — ۹/۲۰
مکرمہ اہلیہ صاحبہ 〃 〃 — ۵/۳۱
مکرمہ اللہ رکھی صاحبہ 〃 — ۹/۲۵
مکرم ملک خیر الدین صاحب 〃 — ۹/۰۶
〃 محمد یوسف صاحب گجراتی 〃 — ۹/۲۵
مکرمہ اہلیہ صاحبہ 〃 〃 〃 — ۶/۲۵
مکرم ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب ناصر 〃 — ۴۷/-
مکرمہ اہلیہ صاحبہ 〃 〃 〃 — ۱۹/۷۵
مکرم چوہدری عبدالقدیر صاحب 〃 — ۱۶/۵۰
مکرمہ اہلیہ صاحبہ 〃 〃 〃 — ۷/۵۰
مکرم محمد نعیم اللہ صاحب قادیان — ۱۳/۵۰
مکرمہ رشیدہ خاتون صاحبہ 〃 — ۱۰/۵۰
مکرم مولوی سید شہامت علی صاحب قادیان — ۶/۸۷
والدین مکرم 〃 〃 〃 〃 — ۵/۱۹
اہلیہ و بچگان 〃 〃 〃 〃 — ۷/۳۱
مکرمہ اہلیہ صاحبہ حافظ سخاوت علی صاحب مع بچگان قادیان — ۷/۴۵
مکرم مستری علی محمد صاحب قادیان — ۵/۳۱
〃 بابا فضل احمد صاحب 〃 — ۱۲/۲۵
مکرمہ اہلیہ صاحبہ محمد خضر صاحب قادیان — ۵/۶۲
〃 معراج سلطانہ صاحبہ 〃 — ۵/۱۲
〃 منصورہ بیگم صاحبہ 〃 — ۱/-
مکرم عبدالشکور صاحب صاحب خولاپوری یادگیر — ۶/۵۶
〃 محمد خواجہ صاحب غوری یادگیر — ۱۳/۵۰
〃 مستری غلام رسول صاحب جنیہ — ۲۶/-
مکرمہ بیگم صاحبہ حاجی عبدالقدوس صاحب بھاگلپور — ۱۰/-
〃 حفیظہ خاتون صاحبہ بھاگلپور — ۵/۸۰
〃 طرفہ خاتون صاحبہ 〃 — ۹/۲۵
〃 مہر جہاں صاحبہ 〃 — ۹/۱۲
〃 اہلیہ صاحبہ محمد صادق صاحب 〃 — ۹/-
〃 〃 〃 محمد فاروق صاحب 〃 — ۸/۵۰
مکرم غوثو میاں صاحب بمبئی — ۵/-
〃 وی ابوبکر صاحب منارگھاٹ — ۲/۲۵
〃 محمد عبداللہ صاحب بڈھانزن — ۵/-
〃 وی کے محی الدین صاحب بمبئی — ۱۲/۵۰
〃 شاہ محمد توحید صاحب رکھوال (ادائیگی پانچ سال کا) — ۳۹۱/-

درخواست دعا

خاکسار کا چھوٹا بھائی پاکستان میں عرصہ تین سال سے بیمار چلا آرہا ہے۔ سائل دعا جلد شفا یابی کے لئے احباب کرام سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار منظور احمد حلیم کارکن بہشتی مقبرہ قادیان

اپنے مقصد کی برتری اور کامیابی پر پورا یقین پیدا کرو

جب کوئی شخص اس یقین سے لبریز ہو جائے تو اس کے اندر کام کی غیر معمولی طاقت اور قوت پیدا ہو جاتی ہے

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرمودہ ۵ر جولائی ۱۹۴۷ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان

(۲)

اپنے مقصد کی کامیابی پر یقین ہی ایک ایسی چیز ہے جو کسی قوم کو بام رفعت پر پہنچا سکتی ہے اور یہی وہ پہلی چیز ہے جو ہماری جماعت کے لوگوں کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے۔ انہیں جان لینا چاہیئے کہ جو مقصد عالی ان کے سامنے ہے اسے ہمارے سوا کسی اور نے نہیں کرنا۔ اور یہ کام چونکہ اللہ تعالےٰ نے ہمارے سپرد کیا ہے اس لئے کسی قدر بھی زیادہ قربانیاں ہمیں اس کے لئے کیوں نہ کرنی پڑیں ہم ان سے دریغ نہیں کریں گے۔ ہمارے سامنے تاریخ میں

ہزاروں ایسی مثالیں

موجود ہیں کہ لوگوں نے اپنے آقاؤں کے لئے اپنی جانیں تک قربان کر دیں۔ ایک بادشاہ اور اس کا نوکر کہیں جا رہے تھے کہ دشمن نے ان کو پکڑ لیا۔ اور بادشاہ کو پھانسی کی سزا مل گئی۔ مگر نوکر نے بادشاہ کو پھانسی سے بچانے کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ اور کہا بادشاہ یہ نہیں بلکہ میں ہوں۔ اس لئے مجھے پھانسی پر چڑھایا جائے۔ اسی طرح ایک مشہور واقعہ ہے کہ خانخاناں جو بہرام کے بیٹے تھے اور فوج میں جرنیل تھے شاہجہاں کے وقت جب بغاوت ہوئی۔ اور بادشاہ کے داماد نے یہ شرارت اُٹھائی تو اس میں خانخاناں کو بھی مورد الزام ٹھہرایا گیا۔ ان کا نوکر جو نومسلم تھا ان کا بہت منہ چڑھا تھا۔ انہوں نے اس کو داروغہ بنا دیا تھا۔ اور لوگ اس نوکر کو جانخاناں کے نام سے پکارتے تھے۔ خانخاناں بہت سخی واقع ہوئے تھے مگر جانخاناں اس سے بھی زیادہ سخی تھا اور ان کا بہت سا مال تقسیم کر دیا کرتا تھا۔ اور لوگ اس پر ہمیشہ اعتراض کیا کرتے تھے کہ خانخاناں نے ان کو کیوں اتنا منہ چڑھایا ہوا ہے۔

خانخاناں کی سخاوت

کا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ وہ کھانا کھانے بیٹھے اور ان کا ایک نوکر چوری جھل رہا تھا کہ وہ رو پڑا۔ اُنہوں نے جب اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو اس سے پوچھا تمہارے رونے کی کیا وجہ ہے کیا تمہیں میرے پاس رہنے میں کوئی تکلیف ہے۔ نوکر نے کہا تکلیف تو کوئی نہیں صرف بات ہے کہ میں ایک بہت بڑے رئیس کا بیٹا ہوں اور میرا باپ بھی آپ ہی کی طرح کا رئیس تھا اور بالکل اسی طرح اس کے سامنے کھانے چنے جاتے تھے اور مہمان پاس بیٹھ کر کھاتے تھے جب میں نے آپ کے دسترخوان پر یہ کھانے دیکھے اور اراستے لوگوں کو کھاتے دیکھا تو

مجھے اپنا باپ یاد آگیا

اور میں بے اختیار رو پڑا۔ عبدالرحیم خانخاناں نے کہا اچھا ایک بات تو بتاؤ کبوتر کے گوشت کا سب سے زیادہ اچھا اور لذیذ کونسا حصہ ہوتا ہے۔ جو لوگ کبوتر کا گوشت استعمال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس کا سب سے لذیذ حصہ اس کی کھال ہوتی ہے۔ نوکر نے کہا کبوتر کی کھال سب سے زیادہ لذیذ ہوتی ہے۔ یہ سنکر خانخاناں سمجھ گئے کہ یہ واقعی کسی رئیس کا لڑکا ہے۔ اُنہوں نے فوراً حکم دیا کہ اس نوکر کو حمام میں لے جا کر اسے غسل دیا جائے اور اسے اعلےٰ قسم کا لباس پہنایا جائے۔ اور دسترخوان پر بٹھا کر کھانا کھلایا جائے۔ چنانچہ اس پر عمل کیا گیا۔ جب دوسرے نوکروں نے یہ واقعہ سُنا تو ان میں سے بھی ایک نوکر کا جی للچایا اور اس نے ارادہ کیا کہ میں بھی اسی قسم کا پارٹ ادا کروں گا۔ چنانچہ دوسرے دن جب وہ لڑکا کھانے کے وقت چوری جھل رہا تھا تو اس نے بھی رونا شروع کر دیا۔

خانخاناں نے اس سے پوچھا

کہ تم کیوں روتے ہو۔ اس نے کہا بات یہ ہے کہ میرا باپ بھی آپ ہی کی طرح کا ایک رئیس تھا اور اسی طرح اس کے سامنے کھانے رکھے جاتے تھے اور نوکر چاکر اور خدمتگار ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے۔ میں نے جب آپ کے سامنے دسترخوان دیکھا تو مجھے اپنا باپ یاد آگیا۔ خانخاناں نے بے ساختہ اس سے پوچھا بتاؤ بچھڑے کے گوشت کا سب سے لذیذ حصہ کونسا ہوتا ہے۔ نوکر نے بلا سوچے سمجھے کہہ دیا کہ کھال۔ خانخاناں نے نوکروں کو حکم دیا کہ نکال دو اس بدتمیز کو اس نے جھوٹ بولا ہے خانخاناں کے متعلق ایک اور لطیفہ مشہور ہے کہتے ہیں وہ بہت زیادہ خوبصورت تھے۔ ایک امیر عورت ان پر فریفتہ ہو گئی۔ اور اس نے اُن سے کہا میں آپ سے شادی کرنا چاہتی ہوں تاکہ میرا بیٹا آپ ہی کی طرح کا خوبصورت ہو۔ وہ ہر روز ان کو شادی کا پیغام بھیجتی تھی۔ مگر وہ انکار کر دیتے تھے ایک دن تنگ آکر اُنہوں نے اس عورت کو لکھا۔ کہ بچہ ہونا تو خدا تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ اور

فرض کرو

میرے ساتھ شادی کر کے بھی تمہارے ہاں کوئی لڑکا نہ پیدا ہو تو تمہاری ساری محنت ضائع جائے گی۔ اس لئے بہتر ہے کہ تم مجھی کو اپنا بیٹا سمجھ لو۔ جس طرح میں اپنی والدہ کی خدمت کیا کرتا ہوں اسی طرح تمہاری بھی کیا کروں گا۔ غرض میں بیان کر رہا تھا کہ خانخاناں بھی سخی تھے اور ان کا نوکر جانخاناں ان سے بھی زیادہ سخی تھا اور وہ ان کا بہت سا مال لٹا دیتا تھا لوگ یہ دیکھ کر ناراض ہوتے اور کہتے آپ نے اس نوکر کو اتنا کیوں منہ چڑھا رکھا ہے خانخاناں ہمیشہ یہ جواب دیا کرتے تھے کہ جب کبھی مجھ پر کوئی

مصیبت کا وقت آیا

اس وقت اس نوکر کی وفاداری دیکھ لینا چنانچہ جب بغاوت کے زمانہ میں ان پر بھی بغاوت کا الزام لگایا گیا اور ان کو پھانسی کا حکم ہوا اور سپاہی ان کو پکڑنے کے لئے آئے تو باقی تمام نوکر تو بھاگ گئے۔ لیکن جانخاناں اکیلا ان کے مقابلہ میں سینہ تان کر کھڑا ہو گیا اور مقابلہ کرتے کرتے اس نے جان دے دی چنانچہ اب تک اس کا مقبرہ موجود ہے ایک طرف خانخاناں کا مقبرہ ہے اور دوسری طرف چھوٹا سا جانخاناں کا مزار ہے۔ اب دیکھو دنیا میں چھوٹے چھوٹے محسنوں کے لئے لوگ کتنی قربانیاں کرتے ہیں۔ پھر جب وہ فانی دنیا کے فانی محسنوں کے لئے اپنی جانوں کو قربان کر دیتے ہیں یا یوں سمجھ لو کہ جب وہ کوڑیوں کی حفاظت کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیتے ہیں تو تم روحانی موتیوں اور ہیروں کی حفاظت کے لئے اپنی جانوں کو کیوں قربان نہیں کر سکتے۔ اگر تم ایسا کرو اور

اپنی جانیں خدا تعالےٰ کے سپرد کر دو

تو اللہ تعالےٰ تمہیں غیر معمولی ترقی عطا فرمائے گا اور تمہارا قدم ہمیشہ ترقی کی طرف بڑھتا چلا جائے گا۔ قرآن کریم نے نہایت واضح الفاظ میں بتایا ہے کہ جو شخص خدا تعالےٰ کی راہ میں اپنی جان کی حقیر قربانی پیش کرتا ہے اسے ابدی حیات عطا کی جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون۔

(بقرہ آیت ۱۵۵)

یعنی جو لوگ میری راہ میں اپنی جان دیتے ہیں تم انہیں مردہ مت کہو وہ لوگ ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں۔ لیکن تم سمجھتے نہیں۔ گویا خدا ان کے لئے مردہ کا لفظ بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ اس کی غیرت کہتی ہے کہ جن لوگوں نے میرے راستہ میں جان دی ہے ان کو مردہ کہنا بھی گناہ کی بات ہے۔ مُردہ وہ ہیں جو دنیا کے لئے مرے زندہ وہ جو خدا کے لئے مرے اور اُنہوں نے ابدی حیات پائی۔ اب دیکھو یہ

خدا تعالےٰ کی کتنی غیرت ہے

کہ وہ ان کے لئے مردہ کا لفظ بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ کہتا ہے میرا بندہ کہ وہ تھا اور اسے صرف مرنا آتا تھا۔ اس نے مر کر دکھا دیا مگر مجھے زندہ کرنا آتا ہے۔ اس لئے میرا فرض ہے کہ میں اسے ابد الآباد کے لئے زندہ رکھوں۔ پس ہماری جماعت کے ہر چھوٹے بڑے نوجوان اور بوڑھے کو اس مقام پر کھڑا ہو جانا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کی راہ میں مرنا ہی سب سے بڑی سعادت ہے۔ جب کوئی شخص

اس یقین سے لبریز ہو جاتا ہے

تو اس کی ساری کمزوریاں دور ہو جاتی ہیں۔ اور اس کے اندر اتنی قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں سے ٹکر لینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ پس

سب سے پہلی چیز

جو دینی جماعتوں کی ترقی کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ انہیں اپنے مقصد عالی کے متعلق پورا پورا یقین ہو۔ جب کبھی کسی قوم کو یہ یقین حاصل ہو جائے اس کا رُعب اور دبدبہ

پھیلا جاتا ہے۔ اور وہ اس سے ڈرنے لگ جاتے ہیں۔ ہمارے سامنے

صحابہؓ کی ایک مثال

موجود ہے۔ ایک دفعہ ایک یہودی جس سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ قرض لیا تھا۔ اور پھر آپؐ نے اسے ادا بھی کر دیا تھا۔ آپؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ آپؐ نے مجھ سے کچھ قرض لیا تھا جو ابھی تک ادا نہیں کیا۔ آپؐ نے فرمایا وہ تو میں نے ادا کر دیا ہوا ہے۔ یہودی کو تو یہ خیال تھا کہ خواہ میں اپنا قرض واپس لے چکا ہوں مگر جب میں لوگوں کے سامنے آپؐ سے پھر مانگوں گا۔ تو اس وجہ سے کہ قرض کی واپسی کے وقت کوئی گواہ موجود نہ تھا۔ آپ گھبرا کر دوبارہ مجھے روپیہ دے دیں گے۔ مگر آپؐ نے فرمایا کہ میں نے تمہارا قرض واپس کر دیا تھا۔ اس نے پھر انکار کیا اور کہا کہ آپ کو یاد نہیں رہا۔ میرا قرض آپ نے ابھی تک واپس نہیں کیا۔ اس پر ایک صحابیؓ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے قرض ادا کر دیا ہوا ہے۔ اس سے یہودی ڈر گیا اور کہنے لگا ہاں اب مجھے یاد آگیا ہے کہ آپ نے قرض واپس کر دیا تھا۔ جب یہودی چلا گیا تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس صحابیؓ سے فرمایا

مجھے تو یہی یاد پڑتا ہے

کہ جب میں نے اس کا قرض واپس کیا تھا تو ہم دونوں کے سوا اور کوئی آدمی پاس نہ تھا تم نے کیسے گواہی دے دی۔ اس صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ ہر روز ہمیں فرماتے ہیں کہ آج خدا تعالے نے مجھے یہ کہا اور آج یہ کہا اور ہم دیکھتے ہیں کہ آپؐ کی ہر بات سچی ہوتی ہے۔ تو جب آپؐ یہ فرما رہے تھے کہ میں نے قرض ادا کر دیا ہے تو میں اس بات کو کیوں سچ یقین نہ کرتا۔ پس جب صحابہؓ کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اتنا یقین تھا جو ایک بشر تھے تو جب خدا تعالے ہم سے کہتا ہے کہ تم مرگئے نہیں تو ہمیں کیوں نہ یقین آئے گا۔ ہمیں تو خدا تعالے پر بہت زیادہ یقین ہونا چاہیئے۔ اور ہمیں سمجھ لینا چاہیئے کہ جس دن ہم اس رنگ میں اپنی قربانیاں خدا تعالے کے حضور پیش کر دیں گے ہماری جماعت خدا تعالے کے فضل سے دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرنے لگ جائے گی۔

پس یقین کر لو کہ اس مقصد سے بڑھ کر اور کوئی مقصد نہیں جو ہمارے سامنے رکھا گیا ہے۔ جب ہم اس مقصد پر قائم ہو جائیں گے تو

ہم کبھی ناکام نہیں رہ سکتے

کیونکہ جب خدا تعالے نے کہہ دیا ہے کہ تم نے کامیاب ہو جانا ہے تو اس میں شبہ کرنے والا مومن نہیں کہلا سکتا یہ یقین قوم کے اندر ایسا جوش، جذبہ اور دلولہ پیدا کر دیتا ہے کہ دوسرے لوگ مومنوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ہی بھانپ جاتے ہیں کہ ان کے پیچھے کوئی بالا طاقت ہے اور وہ اپنی آنکھیں نیچی کر لیتے ہیں۔ انسان کی سمجھ جانوروں سے تو بہر حال زیادہ ہوتی ہے

ہم دیکھتے ہیں

کہ دو کتے جب ایک دوسرے کو غراتے ہیں تو ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہو کر غوں غوں کرتے ہیں کچھ دیر اسی طرح کرنے کے بعد ایک کتا دم دبا کر بھاگ جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ وہ سمجھ جاتا ہے کہ اس کی غوں میں طاقت ہے۔ اسی طرح جب مومن یقین کے ساتھ کھڑا ہو کر مقابلہ کے لئے نکلتا ہے تو کوئی اس کے مقابلہ میں ٹھہر ہی نہیں سکتا

مجھے یاد ہے میں ایک دفعہ شملہ گیا وہاں ایک گریجوایٹ ہندو تھے میں نے ان کے سامنے مثال پیش کی کہ ہمیں اپنے مذہب کی سچائی پر اتنا کامل یقین ہے کہ اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ انہوں نے کہا آپ

یہ کس طرح کہتے ہیں

اپنے اپنے مذہب کی سچائی پر ہر شخص کو کامل یقین ہوتا ہے میں نے کہا آپ کو وہ یقین حاصل نہیں جو مجھے ہے انہوں نے کہا اس بات کا کیا ثبوت آپ کے پاس ہے میں نے کہا کہ جس طرح میں خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اسلام سچا مذہب ہے اور قرآن کریم خدا تعالے کی کتاب ہے اس طرح کی قسم آپ نہیں کھا سکتے۔ انہوں نے کہا میں بھی یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ اگر میرا مذہب جھوٹا ہے تو مجھ پر خدا کا عذاب نازل ہو۔ میں نے کہا یہ قسم تو کوئی معنے ہی نہیں رکھتی

قسم اس طرح کی ہونی چاہیئے

کہ اے خدا اگر میرا مذہب سچا نہیں ہے تو تو مجھ پر میرے بیوی بچوں پر میرے خاندان پر اور میری تمام نسلوں پر عذاب نازل کر۔ اور میں ایسی قسم اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ اس پر وہ کہنے لگے آپ میرے بچوں کو درمیان میں کیوں لاتے ہیں۔ میں نے کہا اگر آپ کو اپنے مذہب کی سچائی پر کامل یقین ہے تو پھر آپ بیوی بچوں کو بیچ میں لانے سے گھبراتے کیوں ہیں جس کو کامل یقین ہو اس کے لئے تو گھبرانے کی کوئی وجہ ہی نہیں ہوسکتی۔ اور اسی لئے تو میں نے کہا تھا کہ آپ کو وہ یقین اپنے مذہب کی سچائی پر نہیں جو مجھ کو اپنے مذہب کی سچائی پر ہے۔ غرض ہماری جماعت کو کامل یقین رکھتے ہوئے اللہ تعالے کی راہ میں

ہر قربانی کے لئے تیار رہنا چاہیئے

"نیمے دروں نیمے بروں" والا ایمان کسی کام کا نہیں ہوتا۔ ایسا ایمان تو دنیا کی دوسری قوموں مثلاً یہودیوں اور عیسائیوں کے اندر بھی پایا جاتا ہے۔ تمہیں اس بات پر کامل یقین ہونا چاہیئے کہ ہم جس مقصد کو لے کر کھڑے ہوئے ہیں وہ مقصد نہایت اعلےٰ ہے اور وہ وہی ہے جس کا ہمارے خدا نے ہمیں حکم دیا ہے۔ اور تم سمجھ لو کہ خدا تعالے نے جو امانت ہمارے سپرد کی ہے اس میں خیانت کرنا

مومنانہ شان

کے خلاف ہے۔ اور ہم نے جو کچھ کرنا ہے محض خدا تعالے کی خوشنودی اور رضا کے لئے کرنا ہے۔ جب ہم میں سے ہر شخص اس راز کو اچھی طرح سمجھ لے گا اور اپنے اندر ایک نمایاں تبدیلی پیدا کرے گا تو وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر کامیابیوں پر کامیابیاں حاصل کرتا چلا جائے گا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی صحابہؓ کو اس لئے کامیابی نہ ہوئی تھی کہ ان میں ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ تھے۔ بلکہ اس لئے کامیابی حاصل ہوئی تھی کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے سب کے سب آپؐ کے رنگ میں رنگین ہو گئے تھے اور انہوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ

دین کی ساری ذمہ داری

ہم پر ہی ہے جب اُنہوں نے اپنے آپ کو اس مقام پر کھڑا کر لیا تو اُن کو ہر مشکل آسان نظر آنے لگ گئی۔ اور انہوں نے دین کے لئے وہ قربانیاں پیش کیں جن کے نتیجہ میں اللہ تعالے کی غیرت جوش میں آگئی اور اس نے اپنے فرشتوں کی فوجیں ان کی مدد کے لئے اتار دیں اور وہ جہاں بھی گئے کامیاب و بامراد ہوئے یہاں تک کہ وہ اس وقت کی تمام معلومہ دنیا پر چھا گئے اور انہوں نے دنیا کے کونے کونے میں خدا اور اس کے رسولؐ کے نام کو بلند کر دیا۔ آج ہماری جماعت بھی صحابہؓ کے نقش قدم پر چل رہی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالے تم سے بھی اُنہی قربانیوں کا مطالبہ کرے جن کا اس نے صحابہؓ سے مطالبہ کیا تھا جب تم وہ قربانیاں پیش کرو گے تو خدا تعالے کے فضل تم پر بھی اسی طرح نازل ہونے شروع ہو جائیں گے جس طرح صحابہؓ پر نازل ہوتے تھے۔

(الفضل ۲۷ اکتوبر ۱۹۶۱ء)

ایک غلطی کا ازالہ

خدام الاحمدیہ کے افتتاحیہ مقالہ میں ایک ضروری تصحیح

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی

مَیں نے جو افتتاحیہ مقالہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے اجتماع میں ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو ربوہ میں پڑھا تھا اور جو الفضل کی اشاعت مورخہ ۲۸ نومبر میں چھپ چکا ہے اس کے متعلق ایک دوست نے توجہ دلائی ہے کہ اس میں جو ابتدائی ناظروں کے نام بیان کئے گئے ہیں۔ اور نیز نظارتوں کے قیام کی جو تاریخ لکھی گئی ہے اس میں کچھ غلطی واقع ہو گئی ہے۔ سو یہ درست ہے کہ نظارتوں کا قیام ۱۹۲۱ء میں نہیں ہوا تھا بلکہ ۱۹۱۹ء میں ہوا تھا۔ اس لحاظ سے میری عمر اس وقت ستائیس اٹھائیس سال کی بھی نہیں تھی صرف پچیس ۲۵ سال کی تھی۔ اور محترم درد صاحب مرحوم اور حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال مرحوم اور محترم سید ولی اللہ شاہ صاحب بالکل ابتدائی ناظروں میں شامل نہیں تھے۔ بلکہ کچھ عرصہ بعد میں شامل کئے گئے تھے۔ البتہ یہ خاکسار ابتدائی ناظروں میں شامل تھا۔ اور میرے علاوہ حضرت مولوی شیر علی صاحب مرحوم اور حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب مرحوم اور حضرت مولوی عبد المغنی خانصاحب مرحوم ناظر مقرر کئے گئے تھے۔ مگر دوسرے نوجوان بھی جلد شامل ہو گئے تھے۔

دراصل میرا منشاء اس افتتاحیہ میں کسی واقعہ کی معین تاریخ بیان کرنا نہیں تھا بلکہ عمومی رنگ میں نوجوانوں کو خدمتِ دین کی تحریک کرنا اصل مقصد تھا اور یہ بھی درست ہے کہ اس مقالہ کے لکھنے کے وقت میرے ذہن میں سارے نام محفوظ بھی نہیں تھے۔

بہر حال میں ان دوست کا ممنون ہوں کہ اُنہوں نے مجھے ایک تاریخی اصلاح کی طرف توجہ دلائی۔ دوست یہ اصلاح نوٹ فرمالیں۔

خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ ۱۰/۱۱/۶۱

(الفضل ۱۶/۱۱/۶۱)

یہ اعلان بدر کی اسی اشاعت میں صفحہ ۶ پر بھی دیا گیا تھا۔ درج کیا گیا۔ (ایڈیٹر)

ربوہ میں مجلس خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع ۱۹۶۱ء کے موقعہ پر

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کا افتتاحی خطاب

نوجوان عزیزوں کو بعض نصائح

ربوہ مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۱ء بروز جمعہ اڑھائی بجے بعد دوپہر مجلس خدام الاحمدیہ کے بیسویں سالانہ اجتماع کے موقع پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے جو روح پرور افتتاحی خطاب فرمایا اس کا مکمل متن الفضل بابت ۴ نومبر ۱۹۶۱ء میں شائع ہوا تھا جسے افادۂ احباب کی غرض سے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

عزیزان کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس وقت میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ کے اجتماع کے افتتاح کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ جیسا کہ شاید آپ صاحبان کو علم ہے میں اپنے اجتماعوں میں شرکت کا عادی نہیں ہوں۔ اور علیحدہ بیٹھ کر تحریری خدمت بجا لانے یا دفتر میں انتظامی فرائض ادا کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ مگر اس وقت امام کے حکم کے ماتحت اپنی طبیعت اور مزاج کے خلاف حاضر ہو گیا ہوں۔

سب سے اوّل تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اس اجتماع سے غیر حاضری میرے دل میں بلکہ ہم سب کے دل میں ایک بے چین کرنے والی یاد پیدا کر رہی ہے کیونکہ خدام الاحمدیہ کے نظام کے بانی مبانی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ہی ہیں جنہوں نے تیئیس سال ہوئے ۱۹۳۸ء میں اس مبارک نظام کی بنیاد رکھی۔ جو خدا کے فضل سے نوجوانوں میں زندگی کی رُوح پھونکنے اور خدمت کا جذبہ پیدا کرنے اور اتحاد اور تعاون کا سبق دینے میں نہایت درجہ مؤثر اور کامیاب ثابت ہوا ہے۔ پس سب سے پہلے میں حاضر الوقت خدام سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آؤ اس وقت ہم سب مل کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی صحت کے لئے دعا کریں۔ تا خدا تعالیٰ کے فضل سے حضور پھر پہلے کی طرح ایسے اجتماعوں میں شریک ہو کر اپنے روح پرور خطابوں سے احمدی نوجوانوں کو گرمایا کریں۔ اس کے ساتھ ہی دوسری ضروری دعاؤں کو بھی شامل کر لیا جائے۔

(اس وقت سب حاضرین نے مل کر اجتماعی دعا کی)

اس کے بعد میں اپنے نوجوان عزیزوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی عمر کے اس دَور کو غنیمت سمجھو۔ بے شک عام حالات میں یہ عمر غفلت کی عمر سمجھی جاتی ہے مگر جو نوجوان اس عمر میں اپنے فرض کو پہچانیں اور اپنے ایمان اور عمل کو درست رکھیں اور جماعت اور اس کے نظام کے ساتھ پختہ طور پر منسلک رہ کر اپنے آپ کو اسلام اور احمدیت کے لئے مفید وجود بنائیں وہ یقیناً خدا کے فضلوں سے غیر معمولی حصہ پائیں گے۔ ایک دفعہ ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا مومن افضل ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا وہ شخص سب سے افضل ہے جس کی نوجوانی کی عمر تقویٰ اور دین داری میں گذرے۔ پس عزیزو خوش ہو کہ آپ عمر کے اس دور میں ہیں جس میں آپ ذرا سی کوشش اور تھوڑی سی توجہ سے بھاری افضلیت کا درجہ پا سکتے ہیں۔

آپ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ خلافت ثانیہ کا دَور زیادہ تر نوجوانوں کے ساتھ ہی شروع ہوا تھا۔ کیونکہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی خدا کی مشیت کے ماتحت خلیفہ چُنے گئے تو اُس وقت آپ کی عمر پچیس سال کی تھی جو گویا ایک طرح سے بچپن کی عمر ہے اور جب نظارتیں قائم ہوئیں تو آپ کے ساتھ ناظروں کے عہدوں پر کام کرنیوالے بھی زیادہ تر نوجوان ہی تھے۔ چنانچہ جب ابتداً ۱۹۲۱ء میں نظارتیں بنیں تو ابتدائی ناظروں میں چوہدری فتح محمد صاحب سیال مرحوم اور مولوی عبدالرحیم صاحب درد مرحوم اور سید ولی اللہ شاہ صاحب اور یہ خاکسار شامل تھے۔ اور میری اور درد صاحب مرحوم کی عمر اُس وقت ستائیس اٹھائیس سال سے زیادہ نہیں تھی۔ مگر ہم نے خدا کے فضل سے حضور کی قیادت میں نظارتوں کے کام کو اس طرح سنبھالا کہ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں (ولا فخر) کہ اُس وقت کی نظارتیں آج کل کی نظارتوں سے بحیثیت مجموعی زیادہ مضبوط اور زیادہ چوکس اور زیادہ متحد تھیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک دفعہ مشاورت میں ایک ناظر کی رپورٹ پیش ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بڑی خوشی کے ساتھ فرمایا تھا کہ یہ رپورٹ ایسی ہے کہ بڑی بڑی حکومتوں کے تجربہ کار وزیروں کی رپورٹوں کے ساتھ

مقابلہ کر سکتی ہے۔

پھر یہ تو ہر مسلمان جانتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) نے خدا کے حکم سے رسالت کا دعویٰ کیا تو اُس وقت بھی آپؐ کے ماننے والوں میں اکثر نوجوان ہی تھے چنانچہ حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت سعدؓ بن وقاص کی عمریں دس سال سے لیکر تیئیس۲۳ چوبیس۲۴ سال کے اندر اندر تھیں۔ مگر انہی نوجوانوں نے ایمانی قوت سے متصف ہو کر دنیا کی کایا پلٹ دی۔ حدیث میں آتا ہے کہ بدر کے مقام پر جب دشمن رسول ابو جہل جو کفار کے لشکر کا سالار اعظم تھا بڑے جاہ و حشمت کے ساتھ میدان میں نکلا اور اس کے ارد گرد جرّار سپاہیوں کا پہرہ تھا تو انصار کے دو نوخیز نوجوانوں نے جن کی عمریں اکیس سال سے زیادہ نہیں تھیں دشمن کی صفیں چیرتے ہوئے اُس پر اس تیزی سے حملہ کیا کہ اُس کے پہرہ داروں کے دیکھتے دیکھتے اسے گرا کر خاک میں ملا دیا۔

پس اے عزیزو! آپ اپنے آپ کو چھوٹا یا حقیر نہ سمجھیں۔ آپ کے اندر خدا کے فضل سے وہ برقی طاقت پنہاں ہے جو دنیا میں انقلاب پیدا کر سکتی ہے۔ صرف اس بات کی ضرورت ہے کہ آپ اپنی قدر و قیمت کو پہچانیں اور اپنے ایمان میں وہ پختگی اور اپنے علم و عمل میں وہ روشنی پیدا کریں جو سچے مومنوں کا طرۂ امتیاز ہے۔ بے شک آپ اپنی عمر کے تقاضا کے ماتحت کھیلیں کودیں۔ ورزشی اور تفریحی باتوں میں حصہ لیں۔ اور دنیا کے کاروبار کریں۔ مگر آپ کے دل میں ایمان کی شمع ہر وقت روشن رہنی چاہیئے۔ اور نماز اور دعا کے ذریعہ آپ کے دل کی تاریں ہر لحظہ خدا کے ساتھ اس طرح بندھی رہیں کہ جُدا ہونے کا نام نہ لیں۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بارہا سُنا ہے کہ مومن کا اصل مقام یہ ہوتا ہے:۔

دست با کار و دل با یار

یعنی سچے مومن کی علامت یہ ہے کہ ہاتھ تو اس کا کام میں لگا ہوا ہو (خواہ یہ دنیا کا کام ہو یا دین کا) مگر اس کا دل ہر وقت خدا کے ساتھ بندھا رہے۔ یقیناً خدا کے تعلق کا بہترین ذریعہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقوال اور لاکھوں کروڑوں مومنوں کے تجربہ سے پتہ لگتا ہے یہی ہے کہ انسان کو خدا کے حضور دعاؤں میں لگے رہنے کی عادت ہو۔ اور ظاہری اسباب کو اختیار کرنے کے باوجود اس کا دل اس یقین سے معمور رہے کہ جو کچھ ہوگا خدا کے فضل سے ہی ہوگا۔

پس اے میرے عزیزو خوب دل لگا کر اور سنوار سنوار کر نمازیں پڑھو اور دعاؤں کی عادت ڈالو اور ہر کام میں خدا کی نصرت کے طلب گار رہو۔ آپ لوگ نوجوان ہیں۔ آپ کے دل میں طبعاً دنیا کی ترقی کی اُمنگیں بھی ہوں گی اور اسلام دنیا میں ترقی کرنے سے نہیں روکتا بلکہ قرآن مجید نے خود یہ دعا سکھائی ہے کہ:۔

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃً وفی الآخرۃ حسنۃً وقنا عذاب النار

"یعنی اے ہمارے خدا تو ہمیں دنیا کی نعمتوں سے بھی حصہ دے اور آخرت کی نعمتوں سے بھی حصہ دے اور ہمیں دین و دنیا میں ناکامیوں اور عذابوں کی سوزش سے بچا کر رکھ۔"

مجھے یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے کہ خدام الاحمدیہ خدا کے فضل سے اچھا کام کر رہے ہیں اور ان کے اندر عام طور پر بیداری کے آثار پائے جاتے ہیں۔ لیکن یہ بیداری ابھی تک ایسی کامل بیداری نہیں ہے جس پر پوری تسلی کا اظہار کیا جا سکے۔ بعض جگہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں اختلاف کی صورت پیدا ہو جاتی ہے اور اتحاد کو سخت دھکا لگتا ہے۔ بعض نوجوان شہروں کی فضا سے متاثر ہو کر اسلام اور احمدیت کی تعلیم پر عمل کرنے میں سستی دکھاتے ہیں اور بعض میں نماز کی وہ پابندی نہیں پائی جاتی جو احمدیت کا شعار ہے اور بعض کا دنیاداری کی طرف حدّ اعتدال سے زیادہ رجحان ہے اور بعض خدام الاحمدیہ کے کام میں اتنی دلچسپی نہیں لیتے جتنی کہ انہیں لینی چاہیئے۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان سب سستیوں کو دُور کرنا چاہیئے اور نہ صرف اپنے محاسبہ سے اپنی ذاتی سستی کو دور کرنا چاہیئے۔ بلکہ اپنے دوستوں اور ہمسایوں پر نظر ڈال کر جس میں احمدی نوجوان میں کوئی اخلاقی یا دینی کمزوری پائی جائے اُسے علیحدگی میں سمجھا کر اور نصیحت

کرکے اور غیرت دلا کر اصلاح کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ درست ہے کہ بعض اوقات نظم و ضبط کو قائم رکھنے کے لئے یا زیادہ نقص کی صورت میں اصلاح کی غرض سے تعزیری کارروائی کرنی پڑتی ہے۔ مگر ہم لوگ چونکہ ایک **جمالی مامور و مرسل** کے دَور میں ہیں۔ اس لئے ہمیں زیادہ تر محبت اور نصیحت اور غیرت دلانے سے اصلاح کا کام لینا چاہیئے اور سزا کی طرف صرف اُس وقت رجوع کرنا چاہیئے۔ کہ جب اس کے سوا چارہ نہ ہو اور ایک خراب عضو کی وجہ سے دوسرے اعضاء کے خراب ہونے کا خطرہ پیدا ہو جائے۔

حال ہی میں جو خدام الاحمدیہ کے مقامی اور علاقائی اجتماعوں اور تربیتی کورسوں کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ یہ سلسلہ خدا کے فضل سے بہت ہی مبارک اور مفید نتائج پیدا کر رہا ہے۔ اور مَیں دیکھتا ہوں کہ اس کے نتیجہ میں اکثر نوجوانوں میں کافی حرکت اور بیداری کے آثار پائے جاتے ہیں۔ سو اس سلسلہ کو مزید ترقی دینی چاہیئے تاکہ نوجوانوں میں علمی معلومات کے اضافہ کے علاوہ تنظیم اور قوتِ عمل اور اتحاد کی روح ترقی کرے۔ اور خدام کو چاہیئے کہ ایسے اجتماعوں میں بعض معمر بزرگوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کو بھی شامل کرکے ان کی نصیحتوں سے فائدہ اُٹھائیں۔

خدام الاحمدیہ کے اجتماعوں اور تربیت کی کلاسوں کے تعلق میں مَیں اس بات پر خاص زور دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے نوجوانوں کو **تقریر اور تحریر** میں خاص مہارت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو **زبان اور قلم** کے دو زبردست آلے عطا کئے ہیں اور اس زمانہ میں ان کی قدر و منزلت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے اور دین و دنیا میں کامیاب زندگی گذارنے کے لئے زبان و قلم کا اچھا استعمال بہت ضروری ہوگیا ہے۔ مَیں اُس زمانہ میں بچہ تھا۔ مگر مجھے آج تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقرب صحابی **حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کا تقریر و تحریر** میں کمال نہیں بھولتا اُن کی **زبان اور قلم** دونوں میں غضب کا جادو تھا۔ اور ان کی تقریر سننے والا اور تحریر پڑھنے والا گویا **وجد** میں آجاتا تھا۔ اگر ہمارے بچے اور ہمارے نوجوان بچپن اور جوانی کی عمر سے ہی اپنے ان دو فطری جوہروں کو مشق کے ذریعہ اُجاگر کرنے کی کوشش کریں تو وہ ملک و ملت کے بہترین خادم بلکہ اگر خدا کا فضل شامل حال ہو تو خادم سے **مخدوم** بن سکتے ہیں۔

میں اس جگہ خدام الاحمدیہ سے **اسلامی پردے** کے متعلق بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں خواہ یہ موقعہ بظاہر اس کے لئے لاتعلق ہی سمجھا جائے۔ مَیں اس مردانہ اجتماع میں پردے کا ذکر اسلئے کرنے لگا ہوں کہ **اول** تو پردہ میں **غضِ بصر** والا حصہ مردوں سے بھی برابر کا تعلق رکھتا کیونکہ غضِ بصر اسلامی **پردے کی روح** ہے جو سب کے لئے یکساں ہے۔ پس خدام الاحمدیہ کو چاہیئے کہ موجودہ بے پردگی کے دَور میں **غضِ بصر** کے حکم پر بڑی احتیاط اور مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں اور کسی **غیر محرم عورت** کی طرف نظر اُٹھا کر نہ دیکھیں (اور اگر کبھی اتفاقاً نظر اُٹھ جائے تو فوراً نظریں نیچی کرلیں۔ اس سے انشاء اللہ ان کے اندر **تقویٰ کی روح** ترقی کرے گی اور ان کے نفسوں میں غیر معمولی پاکیزگی پیدا ہوگی اور ضبطِ نفس کا مادہ بڑھے گا اور ان کا کیریکٹر بلند ہو جائے گا۔ **دوسرے** خدام الاحمدیہ کو یہ بھی چاہیئے اور یہ ایک بڑی ضروری قومی خدمت ہے کہ اگر ان کی بہنیں یا دوسری قریبی رشتہ دار لڑکیاں ہائی کلاسوں یا کالجوں میں پڑھتی ہوں اور وہ بیرونی فضا یا آزاد صحبت کے اثر کے ماتحت پردے کے معاملہ میں غیر محتاط ہو رہی ہوں تو نصیحت اور مناسب نگرانی کے ذریعہ ان کے اس **غیر اسلامی رجحان** کو روکیں۔ اسلامی پردہ عورتوں کی تعلیم اور ترقی میں ہرگز روک نہیں بنتا۔ اسلام صرف زینت کے برملا اظہار اور مردوں اور عورتوں کے ناواجب اختلاط کو کنٹرول کرنا چاہتا ہے۔ اور اس میں غیور احمدی بچوں کو ہمارا ہاتھ بٹا کر ثواب کمانا چاہیئے۔

خدام الاحمدیہ میں ایک شعبہ خدمتِ خلق کا بھی ہے۔ یہ شعبہ بھی بڑا مبارک اور اسلامی تعلیم کے عین مطابق ہے۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق آپ لوگ **"خلق"** کے مفہوم میں انسانوں کے علاوہ جانوروں تک کو بھی شامل کریں۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ ایک فاحشہ عورت نے ایک ایسے پیاسے کتے کو پانی پلایا جو پیاس کی شدت کی وجہ سے مر رہا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسی نیکی کی وجہ سے اسے بخش دیا۔ اور یہ تو مجھے کہنے کی ضرورت نہیں۔ کہ **خدمتِ خلق** میں نہ صرف احمدیوں کی خدمت ہی ملحوظ رکھی جائے بلکہ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بار بار تاکید فرما چکے ہیں یہ خدمت دلی خلوص کے ساتھ ساری قوموں اور ساری ملتوں تک وسیع ہونی چاہیئے۔ اور احمدی غیر احمدی عیسائی ہندو سکھ بلکہ کسی مذہب کے ادنےٰ سے ادنےٰ فرد کو بھی اس سے باہر نہ رکھا جائے۔ کیونکہ یہ سب خدا کی مخلوق ہونے کی وجہ سے **"خلق"** کے مفہوم میں شامل ہیں۔ میں تو بعض اوقات اپنے ذوق کے مطابق خدام الاحمدیہ کے معنے ہی یہ کیا کرتا ہوں کہ وہ احمدی نوجوان جو ساری **دُنیا کے خادم** ہیں۔ اس خدمت میں یقیناً ہر مذہب و ملت کے یتامیٰ اور بیوگان کی خدمت اور غریبوں اور بیماروں اور مصیبت زدوں کی خدمت بدرجہ اولیٰ شامل ہے۔

مگر ایک بات اس خدمتِ خلق میں ضرور ملحوظ رکھنی چاہیئے کہ جہاں کوئی بڑا حادثہ سیلاب وغیرہ کی صورت میں وسیع پیمانہ پر آئے وہاں انفرادی خدمت بجا لانے کی بجائے بہتر طریق یہ ہوگا کہ اپنی خدمات علاقہ کے سرکاری افسروں کو پیش کردی جائیں تاکہ ایک تنظیم کے ماتحت یکجائی طور پر وسیع پیمانہ پر خدمت ہو سکے۔

خدام الاحمدیہ کے کاموں میں ایک خاص کام **وقارِ عمل** بھی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ اب اس کام کی طرف جماعت کے ایک حصہ میں پہلے جیسی توجہ نہیں رہی۔ حالانکہ یہ کام نہ صرف بہت مفید ہے اور اس سے ملک و ملت کی خدمت بجا لانے کا بہت عمدہ موقعہ ملتا ہے۔ بلکہ اس کام میں حصہ لینے والوں کا ذاتی کیریکٹر بھی بنتا ہے۔ اور تکبر اور بڑائی کا خیال دُور ہو کر اخوت اور مساوات اور اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی روح ترقی کرتی ہے۔ پس خدام الاحمدیہ کو چاہیئے کہ اس کام میں ہرگز سستی نہ پیدا ہونے دیں۔ اور جہاں بھی کوئی ایسی خدمت کا موقعہ پیدا ہو **وقارِ عمل** کے ذریعہ فوراً آگے آجائیں اور اپنی ظاہری حیثیت اور اپنے سوشل مقام کو بھول کر مزدوروں کی طرح کام کریں۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی موقعوں پر مسجدوں کی تعمیر میں یا جہاد کی کارروائیوں میں عام مزدوروں کی طرح کام کیا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ انتہائی انکساری سے فرماتے ہیں کہ:-

"مَیں اپنے نفس میں کوئی نیکی نہیں دیکھتا۔ اور مَیں نے وہ کام نہیں کیا جو مجھے کرنا چاہیئے تھا اور مَیں اپنے تئیں صرف ایک **نالائق مزدور** سمجھتا ہوں۔ یہ محض خدا کا فضل ہے جو میرے شاملِ حال ہوا ہے۔ پس اُس خدائے قادر و کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس **مشتِ خاک** کو اس نے باوجود ان تمام بے ہنریوں کے قبول کیا۔"

پس جب ہمارے آقا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو سردارِ کونین اور شہنشاہِ دو عالم تھے اور ہمارے سالارِ قافلہ حضرت مسیح موعود جو حضور کے نائب اور مسیح محمدی تھے ایک مزدور کا لباس پہننے میں کوئی عیب نہیں دیکھتے بلکہ اس خدمت کو اپنے لئے فخر سمجھتے ہیں تو ہمیں جو آپ کے ادنےٰ خادم ہیں خدا کے رستے میں خدمتِ خلق کے لئے بیلچے ہاتھ میں لے کر اور مٹی کی ٹوکریاں سر پر اُٹھا کر **مزدور** بننے میں کیا عذر ہو سکتا ہے؟

بس اسی پر میں اپنے اس خطاب کو ختم کرتا ہوں۔ اور مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اس اجتماع کو دین و دنیا کے لحاظ سے بابرکت کرے اور آپ کا ربوہ میں چند دن کا قیام مفید نتائج پیدا کرنے والا ثابت ہو۔ اور جب آپ یہاں سے واپس جائیں تو آپ کی جھولیاں خدا کے فضل اور رحمت سے بھری ہوئی ہوں

آمین یا ارحم الراحمین - فقط والسلام

خاکسار:- **مرزا بشیر احمد** ربوہ $\frac{20}{10}$ ۶۱

خاص دعا کی تحریک

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہٗ ربہٗ

کلکتہ اور یادگیر کے بعض مخلص دوست جو سلسلہ کی مالی خدمت میں نمایاں حصہ لیتے ہیں کو اس وقت بعض کاروباری مشکلات کا سامنا ہے۔ جملہ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ ایسے مخلصین کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے کاروبار میں برکت دے۔ اور اُن پر حائل ہر قسم کی مشکلات کو اپنے **فضل** سے دور فرمائے۔ آمین

خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

گھانا میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں اسلام دن بدن ترقی کر رہا ہے

ملک کے طول و عرض میں جماعت احمدیہ کی قریباً اڑھائی سو شاخیں قائم ہیں

جماعت اب تک وہاں ۱۵ سکول قائم کرنے کے علاوہ ۱۶۲ مساجد تعمیر کر چکی ہے

مکرم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر امیر جماعتہائے احمدیہ گھانا کے ایک ایمان افروز لیکچر کا خلاصہ

ربوہ ــــ مورخہ ۲۰ نومبر کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں مکرم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر امیر جماعتہائے احمدیہ گھانا مغربی افریقہ نے مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے زیر اہتمام گھانا میں تبلیغ اسلام کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں اسلام گھانا میں دن بدن ترقی کر رہا ہے وہاں اب تک جماعت احمدیہ ۱۵ سکول قائم کرنے کے علاوہ ۱۶۲ مساجد تعمیر کر چکی ہے۔ اور ملک کے طول و عرض میں جماعت احمدیہ کی اڑھائی سو کے قریب شاخیں قائم ہیں جو جماعت احمدیہ کے گھانا مشن اور اس کی مرکزی تنظیم کے تحت اس ملک میں اسلام کو سربلند کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ اس جلسہ میں صدارت کے فرائض مکرم حافظ عبدالسلام صاحب وکیل المال تحریک جدید نے ادا فرمائے۔

مکرم مولانا صاحب موصوف قریباً پچیس سال تک وہاں کامیابی کے ساتھ فریضہ تبلیغ ادا کرنے کے بعد حال ہی میں ربوہ واپس تشریف لائے ہیں۔ آپ سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں سب سے پہلے ۱۹۳۶ء میں وہاں تشریف لے گئے تھے۔ اس کے بعد آپ درمیان میں دو مرتبہ واپس تشریف لائے۔ لیکن ہر بار مختصر قیام کے بعد پھر واپس تشریف لے جاتے رہے۔

تبلیغ اسلام اور اسکے خوشکن نتائج

آپ نے تقریر کے دوران گھانا میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ تبلیغ اسلام کے آغاز اور اس کے ابتدائی حالات بیان کرتے ہوئے اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات و مصائب پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور اپنے بعض رویا و کشوف بیان کرنے کے بعد خدا تعالیٰ کے بعض تائیدی نشانات کا بھی ذکر کیا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی رویاء و کشوف کے ذریعہ دی گئی بشارتوں کے عین مطابق ابتدائی مشکلات و مصائب کے باوجود نمایاں کامیابی عطا فرمائی۔ اس عرصہ میں وہاں جماعت کو جو کامیابی نصیب ہوئی۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ ۱۹۳۷ء میں جب آپ نے مشن کا چارج لیا تھا۔ تو اس وقت وہاں جماعت کا سالانہ بجٹ دو ہزار پونڈ تھا۔ اور اب بفضلہ تعالیٰ جماعت کا سالانہ بجٹ ۴۰ ہزار پونڈ یعنی ۸ لاکھ کے قریب ہے۔ اُس وقت وہاں جماعت کے صرف چار سکول تھے۔ اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۵ اسکول جماعت کی طرف سے چلائے جا رہے ہیں۔ جن میں سے اکثر کو حکومت کی طرف سے گرانٹ ملتی ہے۔ پہلے سارے گھانا میں ایک پاکستانی مبلغ اور پانچ لوکل مبلغ تھے اور اب وہاں چار پاکستانی مبلغ اور ۲۱ لوکل مبلغ تبلیغ اسلام کر رہے ہیں اور ہر سال چار پانچ سو کے قریب لوگ جماعت احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں۔ اسی طرح آپ نے بتایا کہ گھانا کے طول و عرض میں اڑھائی سو کے قریب احمدیہ جماعتیں قائم ہیں۔ اور اب تک وہاں ۱۶۲ مسجدیں تعمیر ہو چکی ہیں اور بالخصوص اس سال ملک کے شمالی علاقے میں دس ہزار پونڈ کے صرف سے ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کی گئی ہے جس کا افتتاح ۲۹ جنوری ۱۹۶۱ء کو عمل میں آیا تھا۔ اور جس کی خدا کے فضل سے ملک بھر میں بہت تشہیر ہوئی تھی۔

سکولوں کے قیام کی اہمیت

آپ نے بالخصوص وہاں احمدیہ سکولوں کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ پہلے تعلیمی نظام پر تمام تر عیسائی مشنوں کا قبضہ تھا جو بالجبر عیسائیت کی تعلیم دی جاتی تھی اور ان سکولوں میں تعلیم پانے کی وجہ سے خود مسلمانوں کے بچے دھڑا دھڑ عیسائی ہو رہے تھے اولاً تو جماعت احمدیہ نے وہاں ان سکولوں میں مسلمان بچوں کو زبردستی انجیل پڑھانے کے خلاف آواز بلند کی جس میں خدا کے فضل سے کافی کامیابی ہوئی ازاں بعد جماعت نے مسلمانوں کی تعلیم کے لئے خود سکول اور مدارس قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ اب وہاں جماعت کے باقاعدہ پندرہ سکول قائم ہیں جن میں سے ایک سیکنڈری سکول بھی ہے ان سکولوں میں ۷۶ کے قریب اساتذہ ملازم ہیں جن کی غالب اکثریت احمدی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔

احباب جماعت کا ایمان و اخلاص

گھانا کے احمدی احباب کے ایمان و اخلاص کا ذکر کرتے ہوئے محترم مولانا صاحب موصوف نے بتایا وہاں ہر سال جلسہ سالانہ میں ملک کے طول و عرض سے چار پانچ ہزار کے قریب احمدی احباب شریک ہوتے ہیں۔ وہ اس میں بڑے ذوق و شوق سے شرکت کرتے ہیں۔ پھر وہ اپنا کھانے وغیرہ کا سامان اپنے ساتھ لاتے ہیں۔ اور خود پکا کر کھاتے ہیں۔ اس موقع پر عام جماعتی چندوں کے علاوہ خصوصی عطیہ کے طور پر مشن کو مزید چندہ بھی دیتے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ جلسہ سالانہ کے موقع پر احباب نے خصوصی چندہ کی تحریک پر ۱۲۰۰ پونڈ کے قریب چندہ دیا۔ آپ نے کہا وہاں احمدی احباب اسلام پر عمل پیرا ہونے اور دین کی خاطر قربانیاں کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ایمان و اخلاص میں ترقی کے لئے کوشاں رہتے ہیں

ــــ (۲) ــــ

گھانا میں "مسلم ایجوکیشنل یونٹ" صرف جماعت احمدیہ کو ہی تسلیم کیا جاتا ہے

وہاں احمدیہ سکولوں کے بہت سے فارغ التحصیل طلباء مبلغین اسلام کے طور پر خدمات بجا لا رہے ہیں

ربوہ ــــ مورخہ ۹ نومبر ۱۹۶۱ء کو ساڑھے بارہ بجے دوپہر مکرم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر امیر جماعت ہائے احمدیہ گھانا نے تعلیم الاسلام ہائی سکول میں طلباء اور ممبران سٹاف سے خطاب کرتے ہوئے گھانا میں (جہاں آپ ربع صدی سے بھی زیادہ عرصہ تک تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کرتے رہے ہیں) اسلام کی روز افزوں ترقی کے دلچسپ اور ایمان افروز حالات بیان کئے۔ آپ نے وہاں جماعت احمدیہ کی طرف سے قائم شدہ اسلامی سکولوں اور مدارس کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ وہاں مسلم ایجوکیشنل یونٹ صرف جماعت احمدیہ کو ہی تسلیم کیا جاتا ہے باقی تمام کرسچین ایجوکیشنل یونٹ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت تعلیمی امور سے متعلق مشاورتی اجلاسوں میں "مسلم ایجوکیشنل یونٹ" کی حیثیت سے جماعت احمدیہ کے نمائندوں کو بھی مدعو کرتی ہے۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا جماعت کی اس حیثیت کو تسلیم کئے جانے کی وجہ یہ ہے کہ جماعت وہاں پندرہ سکول چلا رہی ہے۔ جو وہاں مسلمانوں میں تعلیم کو عام کرنے اور ان کے بچوں کو عیسائیت کے چنگل سے بچانے میں نہایت اہم خدمت بجا لا رہے ہیں۔ جب تک جماعت احمدیہ نے وہاں سکول نہیں کھولے تھے ملک میں صرف اور صرف عیسائیوں کے ہی سکول تھے اور مسلمان بچے ان میں ہی تعلیم حاصل کرنے پر مجبور تھے جہاں انہیں بالجبر انجیل کی تعلیم دے کر عیسائیت سے اس درجہ متاثر کر دیا جاتا تھا کہ وہ بعد میں اسلام کو سرے سے ہی ترک کر دیتے تھے۔

آپ نے بتایا ان سکولوں میں دینیات کی تعلیم کا بھی خاطر خواہ انتظام ہے۔ حتیٰ کہ نماز اور اس کا ترجمہ بھی تدریجاً جماعت میں ہی سکھا دیا جاتا ہے پھر اسلامی ماحول میں ان کی تربیت کا بھی خاص اہتمام کیا جاتا ہے وہاں الا ماشاءاللہ کوئی احمدی سگریٹ نہیں پیتا اور اسے بہت معیوب سمجھتا ہے اور سکول کے بچوں کے سگریٹ پینے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پھر ہمارے یہ سکول کھیلوں میں بھی نمایاں حصہ لیتے ہیں یہاں تک کہ ہمارا سالٹ پانڈ کا سکول مسلسل چار سال تک ڈسٹرکٹ ٹورنامنٹ میں اول آتا رہا ہے۔

آپ نے یہ بھی بتایا کہ یہ سکول اس لحاظ سے اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں بھی بہت محد ثابت ہو رہے ہیں کہ ان کے فارغ التحصیل بہت سے طلبہ آگے چل کر مبلغین اسلام کے طور پر خدمات بجا لاتے ہیں۔ چنانچہ آجکل وہاں اکیس افریقن مبلغ احمدیہ مشن کی زیر ہدایت تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کر رہے ہیں اور یہ سب عیسائیوں کا مقابلہ کرنے کی پوری مہارت رکھتے ہیں

مبلغ مشرقی افریقہ و ماریشس، قادیان میں

میدانِ تبلیغ میں نصرت و تائید الٰہی کے دلچسپ اور ایمان افروز واقعات!

قادیان ۱۱ر نومبر گیارہ بارہ سال بیرونی ممالک میں رہ کر تبلیغ اسلام کا فریضہ نہایت کامیابی کے ساتھ ادا کرنے والے ہمارے مجاہد بھائی مولانا فضل الٰہی صاحب بشیر چند روز سے زیارت مقاماتِ مقدسہ کی غرض سے مع اہل و عیال یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ کل بروز جمعہ بعد نماز عشاء لوکل انجمن احمدیہ کے زیر اہتمام مسجد مبارک میں مقامی درویشان کی ایک بڑی جمعیت کو خطاب کرتے ہوئے آپ نے میدان تبلیغ میں اپنی ایمان افروز آپ بیتی سنائی اور نصرت و تائید الٰہی کے ایسے ایسے واقعات بیان کئے جو دلچسپ ہونے کے ساتھ سامعین کے لئے ازدیاد ایمان اور روح کی بالیدگی کا باعث ہوئے۔ آپ کی یہ برجستہ تقریر کم و بیش دو گھنٹہ جاری رہی۔ اس عرصہ میں تمام حاضرین ہمہ تن گوش بن کر سنتے اور روحانی حظ اٹھاتے رہے۔ اس ایمان افروز جلسہ کی صدارت محترم حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت قادیان نے فرمائی۔ عزیز مولوی بشیر الدین صاحب سرگھر طوی متعلم جامعہ احمدیہ قادیان نے قرآن پاک کی تلاوت کی اور مکرم ملک بشیر احمد صاحب ناصر نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی مشہور نظم "نونہالان جماعت مجھے کچھ کہنا ہے" سے حسب موقع چند اشعار ترنم سے سنائے۔

محترم صدر جلسہ نے اپنی افتتاحی تقریر میں بتایا کہ سب سے بڑے مبلغ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے کہ آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا یا ایھا الرسول بلّغ ما انزل الیک من ربک۔ چنانچہ آپؐ نے اس حکم خداوندی کی بجا آوری میں حق ادا کر دیا۔ اور مانع میں مبلغ اعظم قرار پائے۔ حضورؐ کے بعد آپؐ کے خلفاء عظام نے اس فریضہ کو ادا کیا۔ ان کے بعد امت کے صلحاء اور بزرگان۔ اپنے اپنے وقت پر اس کی بجا آوری کی سعادت حاصل کرتے رہے۔ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپؑ کے خلفاء کرام کو اس کام پر مامور فرمایا۔ اور انہیں کے طریق پر روئے زمین پر دعوت و تبلیغ کی خدمت بجا لانے والے احمدی مجاہدین عمل پیرا ہیں۔ اس لئے ہر مبلغ درحقیقت قائم مقام ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور قائم مقام ہے آپؐ کے خلفاء کا۔ اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان العزۃ للّٰہ جمیعاً۔ اور فرمایا۔ و للّٰہ العزۃ و لرسولہ۔ پس رسول اللہ کی قائم مقامی کے باعث یہ مجاہدین بھی گروہ بھی خاص عزت و تکریم کا حقدار ہے اور ہم ان سب کی دل سے قدر کرتے اور ان کے حق میں دعا گو ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی عمروں میں برکت دے ان کی کوششوں کو نوازے اور ان کی زبانوں میں ایسی تاثیر پیدا کرے کہ زیادہ سے زیادہ مخلوقِ خدا اس کے آستانہ پر جھکے۔

مقرر کے تعارف کے سلسلہ میں آپ نے فرمایا۔ عام طور پر یہ طریق ہے کہ ایسے موقع پر مقرر کا تعارف کرایا جاتا ہے۔ مگر ؎

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

اس لئے مجھے اپنے عزیز مجاہد کے زیادہ تعارف کی ضرورت نہیں ان کی اپنی باتیں ان کے اپنے حالات خود ہی بہتر تعارف کا موجب ہوں گے۔ اور بیرونی ممالک میں ان کے تجارب ہم لوگوں کے لئے فائدہ کا موجب ہوں گے۔

تقریر مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب بشیر

مبلغ اسلام مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب بشیر نے اپنی تقریر کے آغاز میں فرمایا۔ کہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ کسی بھی کمزور انسان کو چن لے اور اس سے کام لے آپ نے کہا میرا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا۔ اور جس مقصد کے پیش نظر آپ کی بعثت عمل میں آئی وہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔ جو بہرحال پورا ہو کر رہنا ہے۔ انسان اور انسانیت اسباب کے محتاج ہیں۔ ورنہ خدا تعالیٰ کو کسی طرح کے سامانوں کی احتیاج نہیں۔ اس لئے انسانوں کے لحاظ سے وہ انہیں میں سے بعض کو اپنے کام کے لئے چن لیتا ہے۔ پس کسی شخص کی یہ خوش قسمتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا ہتھیار بن جائے جس کے لئے اسے ہمیشہ ہی بارگاہ ایزدی میں شکرگذار رہنا چاہیئے چنانچہ میں نے ہمیشہ ہی یہ دعا کی کہ مولا کریم چونکہ تو انسانوں سے ہی کام لے لیا کرتا ہے۔ اس لئے اگر تو ہم کو ان لوگوں میں شامل کر دے تو یہ تیرا فضل ہوگا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ ہی کا یہ فضل ہے کہ اس نے مجھے بھی کسی قدر دینی خدمت بجا لانے کا موقع دیا۔ آپ نے بتایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے والدین کے دل میں انہیں دینی تعلیم دلانے کی خواہش پیدا کر دی۔ جس کے نتیجہ میں وہ مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور مولوی فاضل کر لینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں زندگی وقف کرنے کی سعادت بخشی سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت ۱۹۳۶ء میں مشرقی افریقہ میں تبلیغ اسلام کی غرض سے گئے اور وہاں آپ ۵ سال کام کیا۔

آپ نے بتایا کہ جب میں مشرقی افریقہ میں پہنچا ایک علاقہ میرے سپرد کیا گیا جہاں سواحیلی زبان بولی جاتی تھی۔ اور میں اس زبان سے ناواقف تھا تو مجھے اچھی طرح یاد ہے اس موقعہ پر ایک بزرگ نے کہا تھا کہ جب تمہیں یہاں کی زبان نہیں آتی تو تم یہاں تبلیغ کیونکر کرو گے۔ میں نے اس وقت سواحیلی زبان میں ایک فقرہ یاد کر رکھا تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ "جو مسیح موعود آنا تھا وہ آگیا"۔ میں نے عرض کیا اگر مجھے یہی آتا ہے تو میرے لئے یہی کافی ہے۔ چنانچہ اللہ کا نام لے کر اس علاقہ میں میں نے اپنا کام شروع کر دیا۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف کشتی نوح جس کا سواحیلی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے چند نسخے اپنے ہاتھ لیتا اور بازاروں، گلیوں میں گھومتا جس کسی کو مناسب خیال کرتا اسے میں اس کتاب کے پڑھنے کی تحریک کرتا۔ اس طرح پیغام حق پہنچانے کی سعی میں لگا رہتا۔ اسی حالت میں ایک دن مجھے ایک آدمی مل گیا جو اچھا امیر کبیر تھا۔ اس نے پوچھا تم احمدی ہو میں نے کہا ہاں میں احمدی مبلغ ہوں۔ اس نے کہا میں آپ ہی کی تلاش میں تھا اور کہ میں احمدیت کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں وہ مجھے اپنے گھر لے گیا وہ بہت بڑا عالم بھی تھا اس کے پاس گھر میں بڑی بڑی تفاسیر رکھی تھیں۔ گھر پہنچ کر اس نے جو سوال کیا وہ یہی تھا کہ آپ لوگوں نے الگ جماعت کیوں بنا رکھی ہے۔ اس کے مکان کے پاس ہی ایک بوسیدہ مکان تھا۔ میں نے دریافت کیا۔ اگر آپ اس کو بنانا چاہیں تو کیا کریں گے۔ اس نے کہا اس کے ملبہ میں سے ناکارہ اشیاء کو پھینک کر کارآمد اشیاء کو اس کی تعمیر کے کام میں لاؤں گا۔ اور کچھ محنت کے ساتھ ایک جدید عمارت کھڑی کر دوں گا۔ میں نے کہا یہی حالت ہماری جماعت کی ہے۔ ہمارے نزدیک نہ تو مسلمان سارے کے سارے برے ہیں نہ سب کے سب اسلام کا صحیح نمونہ دکھانے والے ہیں۔ اسلئے حضرت مرزا صاحب بانی سلسلہ احمدیہ نے انہیں میں سے اچھے افراد کو لے لیا اور ان کی ایک الگ جماعت بنا لی۔ جو آج روئے زمین پر اسلام کی خدمت و اشاعت کا کام کر رہی ہے۔ میری یہ بات سنتے ہی کہنے لگا۔ "میں ایمان لے آیا! میں احمدی ہوتا ہوں" میں نے کہا نہیں ابھی نہیں آپ احمدیت کا اچھی طرح مطالعہ کریں اور پوری تحقیق کر لیں پھر بیعت کریں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ دوست اس جگہ کے بہت بڑے عالم کا شاگرد تھا اور اس عالم کے دو ہی خاص شاگرد تھے یعنی احمد بن مٹا کا اور احمد بن اسمٰعیل چنانچہ یہ دونوں دوست ہی میرے پاس آنے لگے۔ اور مجھ سے پڑھنا شروع کر دیا۔ اس طرح دو ماہ بعد بیعت کر کے باقاعدہ جماعت میں داخل ہو گئے۔ اور اس قدر مخلص ثابت ہوئے کہ اپنی جیب سے سینکڑوں روپے اسلام و احمدیت کی تبلیغ اور لٹریچر کی اشاعت کے لئے خرچ کرتے۔

اس طرح ہوتے ہوتے میں خود وہاں کی زبان بھی سیکھ گیا اور دن رات کی کوشش اور سعی سے ۴۰۰ میل لمبے اور ۲۰۰ میل چوڑے علاقہ میں احمدیت کا خوب چرچا ہونے لگا اللہ تعالیٰ نے وہاں جماعتیں بھی پیدا کر دیں جو خدمت دین کے لئے بڑا خلوص اور محبت رکھتی ہیں۔ یہ لوگ بڑے نمازی اور حد درجہ دیندار قرآن کریم پڑھتے ہوئے یہ روتے ہیں چندوں میں باقاعدہ ہیں۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے مکرم مولوی فضل الٰہی بشیر نے کہا کہ دوسری چیز جو ہم لوگ باہر پیش کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ جس چیز کو سیدنا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا اسی کو آج احمدیت کی طرف سے اس اصلی شکل میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اب بھی خدا ہم کو بھی مل سکتا ہے۔ چنانچہ ہماری جماعت میں کئی لوگ ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔ انہوں نے فرشتوں کو دیکھا ہے۔ آپ نے کہا خدا تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین ہی ایسا ذریعہ ہے جس سے دلوں میں طمانیت پیدا ہوتی ہے۔ اسی کی نصرت و تائید سے خدا تعالیٰ نے بڑے بڑے مقابلوں میں ہمیں فتح و غلبہ بخشا۔ چنانچہ ہمارے مقابلہ پر بڑے بڑے علماء آتے ہیں۔ وہ خالص عرب ہوتے ہیں جنہیں اپنی عربی دانی پر بڑا ناز ہوتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص تصرف کے ماتحت ایسے موقعہ پر عاجز کی زبان پر ایسے ایسے عربی الفاظ جاری فرماتا ہے کہ جن کو سنکر وہ ہم سے مرعوب ہو جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے گھنٹہ گھنٹہ دو دو گھنٹہ مسلسل فصیح عربی زبان میں عربوں کے سامنے تقریر کرتے ہیں۔ (باقی صفحہ پر)

اذکروا موتاکم بالخیر

حضرت سیٹھ محمد حسین صاحب مرحوم آف چنتہ کنٹہ کا ذکرِ خیر

حضرت سیٹھ محمد حسین صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ نے اپنے بہنوئی حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ سنہ ۱۹۱۲ء میں بیعت کی تھی اور انہیں کے نیک نمونہ وقتِ بیعت کے اثر کا نتیجہ تھا کہ آپ میں بہترین روحانی تغیر پیدا ہوا اور جی بھر کر اپنی زندگی میں سلسلہ حقہ اور عامۃ الناس کی خدمت کی۔ اسی طرح اپنے بعد ایسی اولاد چھوڑ گئے جو کہ خدمتِ دین کے معاملہ میں اس وقت دکن کی احمدیہ جماعتوں میں ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ آپ کے بیٹوں میں سے جناب سیٹھ محمد معین الدین صاحب و سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب آف چنتہ کنٹہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہستیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص ایمان عمر اور مال میں برکت دے۔ آمین۔

زندگی کے چند خاص واقعات

حضرت سیٹھ صاحب مرحوم نے بیعت کرنے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد وصیت کر لی تھی۔ اور شرائط وصیت کے بموجب تا زیست باقاعدہ عمل پیرا رہے۔ یعنی پانچ نماز وں کی پابندی کے علاوہ نماز تہجد کی ادائیگی چندوں میں باقاعدگی اور تبلیغی میدان میں قولی اور عملی طور پر سرگرمی آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔

آپ کی تعلیم گو معمولی تھی مگر ذاتی کوشش کے نتیجے میں سلسلہ کا لٹریچر پر خاصا عبور رکھتے تھے۔ دینی و دنیوی لحاظ سے صاحبِ تجربہ تھے۔

آپ نے ۷۸ سال کی عمر میں ۲۴ر جون ۱۹۵۳ء کو وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ نے اپنی زندگی میں بلا لحاظ مذہب وملت غرباء کو درجنوں مکانات بنوا کر دیئے۔ درجنوں بیوگان و یتامیٰ کی پرورش کی۔ آپ کی طرف سے جاری وظائف پر ہوتی رہی۔ آپ کا اصل وطن کوئل کنڈہ تھا وہاں سے ہجرت کر کے اپنے والد صاحب کے زمانہ میں چنتہ کنٹہ آ گئے تھے۔

ایک دفعہ آپ اپنے خرچ پر پچاس احمدی و غیر احمدی افراد کو حیدر آباد سے جلسہ سالانہ قادیان لے گئے۔ اور اس کے علاوہ دیگر جلسوں پر بھی بعض افراد کو خرچ دے کر قادیان بھجواتے رہے۔ کوئی معتبر اور سائل آپ کے دروازے سے خالی ہاتھ نہیں لوٹا۔ ہر سال رمضان شریف میں نبی کریم صلے اللہ علیہ والہٖ وسلم کے ارشاد کی روشنی میں سینکڑوں روپے کا اناج پارچہ جات و بصورت نقدی غرباء میں تقسیم فرماتے۔ راقم الحروف کے مشاہدہ کی بات ہے آپ نے اپنی زندگی کے آخری رمضان میں اڑھائی ہزار روپے کا کپڑا غرباء و مساکین میں تقسیم فرمایا۔ اور اناج وغیرہ اس کے علاوہ تھا۔ اسی طرح آپ نے اپنی عمر میں ایک ہی وقت میں ایک صد غرباء کی شادیاں کروائیں۔ اور دیگر اوقات میں بھی غرباء کی شادی بیاہ کے موقعہ پر مدد فرمایا کرتے تھے۔

کئی ہزار غرباء کو انہوں نے اپنے ہاتھ سے بیڑی بنانے کا کام سکھایا۔ جس کے بعد ایسے قابلِ امداد لوگ اچھی خاصی آمدنی پیدا کر کے گذر اوقات کر رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ کا قیام آپ کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ تبلیغ کرنے کا آپ کو بہت شوق تھا۔ تلنگی زبان میں کافی شلوک آپ کو یاد تھے۔ اور اہلِ مذاہب سے پوچھا کرتے تھے کہ مذہب کی اصل روح کیا ہے اور کیا وہ روح آپ لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ اس کے بعد بتایا کرتے تھے کہ اسلام زندہ مذہب ہے اور اس کی زندگی کا ثبوت یہ ہے کہ اس میں لاکھوں ایسے انسان گذرے ہیں جو خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے اور ان کا وجود اسلام کا چلتا پھرتا نمونہ تھا۔ اور اس زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہی زندہ نمونہ پیش کرنے کے لئے مبعوث فرمایا۔ ثبوت کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معجزات۔ الہامات اور پیشگوئیاں بیان فرمایا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ ہر سچے احمدی کا آج خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق ہے۔ احمدیوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ وقت پر خدائی تائید حاصل ہوتی ہے۔ اور باوجود مخالفانہ حالات کے خدا تعالیٰ احمدیوں کو ہر قسم کی ترقیات عطا کر رہا ہے۔ نیز تائید کے طور پر اپنی ذات کو بھی پیش فرماتے اور اپنی بعض رؤیا صادقہ کا بھی ذکر فرمایا کرتے تھے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کو خاص عشق تھا۔ درود شریف بکثرت پڑھنے کے علاوہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر کثرت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے

نیز یہ شعر بھی اکثر اوقات آپ کو پڑھتے سنا گیا ہے ؎

اے برادر پنج روزِ ایامِ عشرت ہالوئے
دائماً عیش و بہار و گلشن و گلزار نیست

آپ کے چہرہ پر ایک نورانی چمک اور متانت پائی جاتی تھی۔ تبلیغ کے موقعہ پر بڑے جوش کے ساتھ فرمایا کرتے تھے کہ یہ نام نہاد علماء زمانہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کافر کہتے ہیں۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور نہ ہوتا تو نوے فی صدی ان میں سے عیسائی بن جاتے اور باقی آریہ ہو جاتے کیونکہ ان کی تفاسیر اور اجتہادات کی روشنی میں ایسے ایسے اعتراضات عیسائیوں اور آریوں نے کئے ہیں جن کا ان کے پاس کچھ بھی جواب نہ تھا۔ انہیں اعتراضات سے عاجز آ کر مولوی عبد الحق عبد اللہ آتھم جیسے مسلمان مولوی عیسائی ہو گئے۔ نہ صرف یہ بلکہ اسلام کے خلاف عیسائیت کے نامور وکیل کہلاتے۔ اس کے برعکس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیش کردہ دلائل بیّنہ کی یہ حالت ہے کہ بڑے سے بڑا عیسائی پادری احمدی کا نام سن کر گھبراتا ہے۔ اور اس سے بات کرنے کی جرأت نہیں کرتا۔

مرکز کی طرف سے طوعی تحریکات پر علاوہ لازمی چندہ جات کے دل کھول کر رقم بھجوایا کرتے۔ اور ہر تحریک پر لبیک کہتے ہوئے دیگر دوستوں کو بھی خصوصیت کی تحریک فرماتے۔

شروع سے لیکر آخری وقت تک آپ جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ کے صدر رہے ہیں۔ اور احسن رنگ میں فرائض منصبی کو انجام دیتے رہے ہیں۔

غریب بچوں کو تعلیم کی ترغیب دلاتے اور کتابیں وغیرہ خود خرید کر دیتے اور علم کے فوائد و اہمیت ان پر واضح کرتے تا علم کی طرف انہیں رغبت پیدا ہو۔

حیدر آباد میں پولیس ایکشن کے بعد آپ نے پچاس ہزار روپے بطور قرضہ حسنہ غرباء اور مزدوروں کو دیا۔ اور کہہ دیا کہ اس قرضہ کو ہر شخص حسب توفیق قسط وار ادا کر دے۔ وقت اور قسط کا تعین ہر مستحق کے حالات پر چھوڑ دیا۔

بعض اوقات بعض نادان احمدیت کی مخالفت کی وجہ سے آپ کو گالیاں دیتے اور جوشِ مخالفت کے باعث آپ سے بول چال بند کر دیتے۔ مگر آپ کے حسنِ اخلاق اور میٹھے برتاؤ کا یہ عالم تھا۔ کہ ایسے نادانوں سے اپنے رنگ میں دوبارہ گفتگو کا موقعہ پیدا کر لیتے کہ گویا کوئی بات ہوئی ہی نہیں اور ان کی خدمت تواضع بھی کرتے اور ان میں سے اگر کوئی قابلِ امداد ہوتا تو اس کے حالات کے مطابق اس کی مدد فرماتے اور ایسے مواقع پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حسبِ ذیل اشعار پڑھا کرتے ؎

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

نیز ؎

جسم کو مل مل کے دھونا یہ تو کچھ مشکل نہیں
دل کو جو دھوئے وہی ہے پاک نزدِ کردگار

برکاتِ الٰہیہ

چونکہ حضرت سیٹھ صاحب مرحوم نے خلوصِ نیت کے ساتھ عمر بھر خدمتِ دین کی۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے آپ کو ہر برکت سے نوازا۔ اور یہ الٰہی نوازشات آپ کی اولاد میں بھی منتقل ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بڑھ چڑھ کر دین کی خدمت بجا لانے کی توفیق دے۔ اور ثابت قدم رکھے۔

آپ کی اولاد

آپ نے اپنے پیچھے پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں چھوڑیں جن میں سے محمد اعظم صاحب مرحوم جو کہ نہایت ہی مخلص پابندِ صوم و صلوٰۃ و سلیم الطبع تھے۔ اپریل ۱۹۵۷ء کو وفات پا گئے۔ اور کچھ عرصہ بعد اپنے مرحوم باپ کے ساتھ ان کی نعش جو کہ بطور امانت حیدر آباد میں دفن کی ہوئی تھی قادیان بہشتی مقبرہ میں پہنچائی گئی۔ اس طرح اپنے خوش نصیب و جنتی ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر گئے۔

حضرت سیٹھ صاحب مرحوم کے لڑکوں میں سے سب سے بڑے فرزند مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب ہیں۔ جو جماعت میں متعارف وجود رکھتے ہیں۔ آپ ہی اس وقت جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ کے صدر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مالی لحاظ سے دین کی خدمت بجا لانے کی بڑی سعادت بخشی ہے۔ بفضلِ خدا قریباً کئی ہزار روپے چندہ ادا کرتے ہیں۔ اور مرکز کی ہر تحریک پر دل کھول کر حصہ لیتے ہیں۔ اسی طرح جلسہ سالانہ کے موقع پر ہر سال کئی افراد کو اپنے خرچ پر قادیان ساتھ لاتے ہیں۔ اور عزم بالجزم کے ساتھ ہر سال جلسہ سالانہ پر ضرور قادیان تشریف لے جاتے ہیں۔ آپ ہی اپنے مرحوم باپ کی وصیت کے مطابق اپنے گاؤں میں ایک عالیشان مسجد بنوا رہے ہیں۔ جس پر اب تک قریباً کئی ہزار روپے خرچ آ چکے ہیں۔ اور تا تکمیل غالباً کئی ہزار روپے مزید صرف ہونگے اس قدر رقم ایک معمولی گاؤں میں مسجد پر خرچ کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ اسی گاؤں میں غیر مسلم تجار کی طرف سے ایک خوبصورت مندر بنایا جا رہا ہے۔ اس لئے انہوں نے سوچا کہ خدا تعالیٰ کی توحید اور اس کے نام کی بلندی کا گھر بتوں کے گھر سے اعلیٰ اور اچھا ہونا چاہیئے گویا یہ سیٹھ محمد معین الدین صاحب کی غیرتِ ایمانی اور عشقِ الٰہی و جذبہ خدمتِ دین کا ایک قابلِ قدر مظاہرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جذبہ کو ہمیشہ ان میں قائم رکھے۔ اور اسے بڑھاتا چلا جائے۔ آمین۔

حضرت سیٹھ محمد حسین صاحبؓ مرحوم رضی اللہ

تعالےٰ عنہ کے دوسرے فرزند کا نام مکرم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب ہے۔

یہ بھی بفضلِ خدا اپنے باپ و بڑے بھائی کی طرح بڑھ چڑھ کر دین کی خدمت کرنے والے ذو با اخلاص و پرجوش نوجوان ہیں۔ جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ کی مجلس خدام الاحمدیہ کے آپ قائد بھی رہ چکے ہیں۔ اور اب آپ سیکرٹری امور عامہ کے عہدہ پر فائز ہیں۔ تبلیغ کے لئے خاص جوش رکھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے اخلاص اور عمر میں برکت دے۔

سیٹھ صاحب مرحوم کے تیسرے فرزند کا نام محمد اعظم صاحب تھا۔ جن کا ذکر اوپر آچکا ہے اللہ تعالےٰ انہیں غریقِ رحمت فرمائے۔

اسی طرح سیٹھ صاحب مرحوم کے چوتھے لڑکے کا نام محمود احمد صاحب ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں بھی اپنے مرحوم باپ اور دیگر بھائیوں کی طرح خدمتِ دین کا ذوق بخشے اور اعمالِ صالحہ بجا لانے کی توفیق دے۔ آمین۔

آپ کے پانچویں صاحبزادے کا نام رشید احمد صاحب ہے۔ ان کو بھی خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے خدمتِ دین کا اچھا ذوق عطا کیا ہوا ہے۔ مکرم محمد اسمٰعیل صاحب اور رشید احمد صاحب حضرت سیٹھ حسن صاحب صحابی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے داماد ہیں۔

اسی طرح مرحوم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی دو صاحبزادیاں بھی ہیں۔ وہ بھی خدا تعالےٰ کے فضل سے صاحبِ اولاد اور دیندار ہیں۔ ایک کا نام نصیرہ بیگم صاحبہ اور دوسری کا سارہ بیگم صاحبہ ہے۔ مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام بچے صاحبِ اولاد اور با اقبال ہیں۔

وفات

جب سیٹھ صاحب مرحوم آخری بار بیمار ہوئے تو بغرض علاج چنتہ کنٹہ سے حیدرآباد شہر میں پہنچائے گئے تاکہ اچھا علاج میسر آسکے۔ مگر چونکہ اجل مقدر تھی اس لئے کوئی تدبیر کارگر ثابت نہ ہوئی۔ اور جلد ہی اللہ تعالےٰ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایک افسوسناک خبر کا گاؤں میں پہنچنا تھا کہ گاؤں کے تمام مرد و زن میں رنج و افسوس کی لہر دوڑ گئی۔

حالات کے پیشِ نظر خیال تھا کہ سیٹھ صاحب کی نعش کو حیدرآباد میں ہی امانتاً دفن کر دیا جائے۔ کیونکہ کچھ عرصہ کے بعد پھر امانت قادیان بہشتی مقبرہ میں پہنچانے کیلئے آسانی رہے گی۔ مگر یہ خبر سنکر تمام گاؤں کے لوگ سیٹھ صاحب کے گھر کے نزدیک جمع ہو گئے اور روتے ہوئے سب نے درخواست کی کہ ہمارے سیٹھ صاحب کو یہاں لایا جائے اور ہمارے دکھانے کے بعد پھر انہیں دفن کیا جائے۔ چنانچہ ان سب کی خواہش اور تمنا کے پیشِ نظر ایسا انتظام کر دیا گیا۔ جب نعش یہاں لائی گئی تو ایک ہجوم غفیر آپکی آخری زیارت کیلئے افسردہ چہروں کے ساتھ موجود تھا۔ سب نے باری باری زیارت کی۔ اُس وقت کا نظارہ حسبِ ذیل عربی شعر وں کے آخری حصہ کی صحیح ترجمانی کر رہا تھا ؎

یَا ذَا الَّذِیْ وَلَدَتْكَ اُمُّكَ بَاكِیًا
وَالنَّاسُ حَوْلَكَ یَضْحَكُوْنَ سُرُوْرًا
فَاحْرِصْ عَلٰی عَمَلٍ تَكُوْنُ بِهٖ اِذَا یَبْكُوْا
فِیْ وَقْتِ مَوْتِكَ ضَاحِكًا مَسْرُوْرًا

اے وہ شخص جسے تیری ماں نے جنا تو تو رو رہا تھا مگر اردگرد کے لوگ تیری ولادت کی خوشی میں ہنس رہے تھے اب مناسب ہے کہ زندگی بھر اپنے نیک عمل بجا لا کہ تیری وفات کے وقت جب دنیا تیری مفارقت پر آنسو بہا رہی ہو تو تُو ہنسی خوشی اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہونے جا رہا ہو۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی خاص رحمتوں میں جگہ دے اور آپکے پسماندگان کو مرحوم کے صحیح جانشین بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ دعا گو خاکسار بشیر احمد خادم درویش مبلغ چنتہ کنٹہ (دکن) آندھرا۔

منقولات

آریہ سماج کہاں ہے؟

ہر سنستھا کی زندگی میں اُتار چڑھاؤ آتے ہیں۔ لیکن بعض سنستھائیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو گر کر پھر کھڑی ہو جاتی ہیں اور بعض وہ جو ایک بار گرنے لگیں تو اُٹھنے کا نام نہیں لیتیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آریہ سماج کی زندگی میں بھی وہ وقت آگیا ہے جبکہ اُس کے اُٹھنے کے امکانات ختم ہو چکے ہیں اور اب وہ روز بروز نیچے ہی گرتی جائے گی جس سنستھا کے پاس اتنا وقت بھی نہ ہو کہ وہ اپنے جنم داتا کے تئیں سال میں ایک بار شردھانجلی پیش کر سکے اس سے آپ کیا امید رکھ سکتے ہیں۔

دیوالی کا دن آریہ سماج کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اسے ہم رشی نروان دوس بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ دیوالی کی رات ہی رشی دیانند نے اس سنسار کو چھوڑا تھا۔ اس لئے دیوالی کے دن آریہ سماجی ہمیشہ ایک جگہ اکٹھے ہو کر اپنے آچاریہ کے چرنوں میں اپنی شردھانجلی ارپت کرتے ہیں۔ اور یہ موقع ہوتا ہے جبکہ غیر آریہ سماج بھی ان جلسوں میں شریک ہو کر رشی کے تئیں اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو جب سے رشی دیانند کا دیہانت ہوا ہے آریہ سماج کی طرف سے رشی نروان اُتسو منایا جا رہا ہے۔ لیکن روز بروز آریہ سماجیوں کو اس میں دلچسپی کم ہو رہی ہے۔ ایک وقت تھا کہ ہر آریہ سماج دیوالی کے دن یہ اُتسو مناتی تھی۔ بڑی آریہ سماجوں میں تو خاص شان و شوکت سے منائے جاتے تھے اور ان میں ہزاروں کی حاضری ہوتی تھی۔ لیکن آج نہ بڑی سماجیں مناتی ہیں نہ چھوٹی۔ ۷ر نومبر کو دیوالی تھی۔ کتنی آریہ سماجیں ہیں جنہوں نے یہ اُتسو منایا ہے۔ اُنہیں اُنگلیوں پر گنا جا سکتا ہے یہ حالت کیوں پیدا ہو رہی ہے؟ اس لئے کہ آریہ سماج ایک لاوارث سنستھا بن گئی ہے۔ اس کی کشتی کا آج کوئی بھی ناخدا نہیں ہے جو اسے کسی راہ پر لگا سکے۔ پہلے ایسے موقعوں پر آریہ سماجوں کے سامنے باقاعدہ پروگرام رکھے جاتے تھے۔ انہیں بتایا جاتا تھا کہ اپنے کسی اُتسو کو اُنہوں نے کس ڈھنگ سے منانا ہے۔ لیکن اب کسی کو اس میں دلچسپی نہیں ہے جب اوپری سبھاؤں کے متعلق زیادہ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن جہاں تک آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کا تعلق ہے۔ اُس کی حالت جتنی ناگفتہ بہ آج ہوئی ہے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ کیا اس کے ادھیکاریوں کے لئے ڈوب مرنے کا مقام نہیں کہ ان کے راجیہ میں آریہ سماجیوں نے رشی نروان اُتسو منانا بھی چھوڑ دیا ہے اور اگر حالات یہی رہے تو آہستہ آہستہ سماج مندروں میں ہفتہ وار ستسنگ بھی بند ہو جائیں گے۔ بڑی بڑی سنستھائیں اپنے نیتاؤں کی غلطیوں کی وجہ سے تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔ یہی حالت پنجاب میں آریہ سماج کی ہو رہی ہے۔ کبھی وقت یہ سب سے زبردست اور منظم سنستھا سمجھی جاتی تھی۔ دوسرے صوبوں کی آریہ سماجیں بھی پنجاب کی آریہ سماجوں پر رشک کرتی تھیں۔ لیکن آج آریہ سماج کو ایک ایسی جگہ پر پہنچا دیا گیا ہے کہ اس کے پاس اپنے آچاریہ کا نروان دوس منانے کی بھی فرصت نہیں ہے۔ لیکن یہ تو ابھی آغاز ہے اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ یہ آگے چل کر پتہ لگے گا۔

(پرتاپ ۱۰ / ۱۱ / ۶۱)

وصولی چندہ جات ششماہی اوّل بلحاظ نسبتی بجٹ

جماعتہائے احمدیہ ہندوستان

"دیکھو جنہوں نے انبیاء کا وقت پایا انہوں نے دین کے لئے کیسی کیسی قربانیاں کیں۔ جیسے ایک مالدار نے دین کی راہ میں اپنا سارا مال حاضر کیا۔ ایسا ہی ایک فقیر دریوزہ گر نے اپنے مرغوب ٹکڑوں سے پُر زنبیل پیش کر دی۔ اور ایسے ہی کرتے رہے جب تک کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے فتح کا وقت آگیا۔ مسلمان بننا آسان نہیں۔ مومن کا لقب پانا سہل نہیں۔ سو اے لوگو اگر تم میں راستی کی روح ہے۔ تو میری دعوت کو سرسری نگاہ سے مت دیکھو۔ نیکی حاصل کرنے کی فکر کرو خدا تعالےٰ تمہیں آسمان پر دیکھ رہا ہے کہ تم اس پیغام کو سن کر کیا جواب دیتے ہو۔" (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

"اپنے چندوں کو بڑھاؤ اور خدا کی رحمت کو کھینچو۔ کیونکہ جتنا تم چندہ دو گے اس سے ہزاروں گنے تمہیں ملے گا اور دنیا کی ساری دولت کھینچ کر تمہارے قدموں میں ڈال دی جائے گی۔ جس کے متعلق تمہارا فرض ہوگا کہ سلسلہ احمدیہ کے لئے خرچ کرو تاکہ دنیا کے چپہ چپہ پر مبلغ بھیجے جا سکیں اور ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے اور دنیا کی ساری حکومتیں اسلام میں داخل ہو جائیں۔ آپ کو یہ بات بڑی معلوم ہوتی ہوگی مگر خدا تعالےٰ کے نزدیک بڑی نہیں۔" (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ)

ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ معین شرح کے مطابق مالی قربانی میں باقاعدگی سے حصہ لے۔ لیکن ابھی بہت سے دوست ایسے ہیں جو اپنی مالی ذمہ داری کی طرف پوری توجہ نہیں کر رہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ متعدد جماعتوں کا متوقع بجٹ آمد لازمی چندہ جات صد فی صدی وصول نہیں ہوسکا۔ ایسے بقایا داران اور بے شرح افراد کی اصلاح کے لئے اسی سال حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے تاکیداً فرمایا کہ

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہمارے بجٹ میں کمی کا بڑا دخل ان نادہندوں کا ہے جو سلسلہ میں شامل ہونے کے باوجود اخلاص کی کمی کی وجہ سے مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتے۔ اسی طرح وہ لوگ جو مقررہ شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے یا بقایوں کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں۔ ان کی غفلت بھی سلسلہ کے لئے نقصان کا موجب ہو رہی ہے۔ پس میں تمام امراء اور سیکرٹریان جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں روحانی اور تربیتی اصلاح کے ساتھ نادہندوں اور شرح سے کم چندہ دینے والوں کے بارہ میں اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیئے تاکہ ان میں بھی قربانی کا جذبہ پیدا ہو۔ اور وہ بھی اپنے دوسرے بھائیوں کے دوش بدوش اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے ثواب میں شریک ہو سکیں۔"

موجودہ مالی سال کے پہلے چھ ماہ گذر چکے ہیں۔ اور ششماہی دوم شروع ہو چکی ہے۔ تمام جماعتوں کے نسبتی بجٹ اور وصولی کی پوزیشن کا گوشوارہ درج ذیل ہے۔

جملہ احباب جماعت اور عہدیداران کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنا اپنا محاسبہ کریں اور مالی فرائض کی ادائیگی میں جو کمی رہ گئی ہے اُسے جلد پورا کرنے کی فکر کریں۔ اور اس بات کا عملی نمونہ

ثبوت دیں کہ وہ فی الحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہیں۔

ناظر بیت المال قادیان

گوشوارہ نسبتی وصولی چندہ بابت ششماہی اوّل بلحاظ بجٹ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان :

صوبہ	سو فی صدی ادا کرنے والی جماعتیں	۷۵ فیصدی سے سو فی صدی ادا کرنے والی جماعتیں	۵۰ فیصدی سے ۷۵ فیصدی تک	۲۵ فیصدی سے ۵۰ فیصدی تک	۲۵ فیصدی سے کم ادائیگی والی جماعتیں	جن جماعتوں کی کوئی وصولی نہیں ہوئی	بقایا ہی ادا کرنے والی جماعتیں
یو.پی - ہماچل سی.پی	-	جمبہ - شاہجہان پور	سردار نگر - گونڈہ	انبیٹہ - دہلی - بنارس - کانپور - راٹھ - بجے پور - علی پور کھیڑہ	اجلی - بجنور - امروہہ - لکھنؤ - صالح نگر - لیسنہ	بریلی - بھدوی - جھانسی - نینگل گھنو - سانڈھن - بخشی گڑھ	لکھنؤ - بنارس - کانپور -
بہار	چک سکن - آرہا -	جمشید پور	پٹنہ - رانچی -	بھاگلپور - بہ پورہ - جہوبھنڈار - بلاری -	مظفرپور - مونگھیر - خانپور ملکی - موتی بنی مائینز -	-	جمشید پور - جہوبھنڈار - چک سکن
بنگال	-	-	کلکتہ	-	بھرت پور - جنڈکی - کاتلہ -	دورموٹ	کلکتہ - کاتلہ -
اڑیسہ	سمبلپور - مری کالوم - نرگا ڈی	-	سونگھڑہ	بھدرک - کٹک ٹاؤن - چودوار - بھوبنیشور - کیرنگ - پوری -	ام - ایم - پی - کیندرہ پاڑہ - سرولا - کرڈاپلی - پیکال - نیا گڑھ -	ارکھ یڑہ - مانکا گوڑا - کوٹیپا - رمڈ کیبلا - سمرو -	کیندڑہ پاڑہ
آندھرا	-	-	حیدرآباد - سکندرآباد - چنتہ کنٹہ -	اڈنکور	ظہیر آباد - رائے چور - دیودرگ - کنڈور - کرنول	چنڈا پور	سکندرآباد - چنتہ کنٹہ
بمبئی - میسور	یادگیر - شموگہ	سورب	بمبئی - نندگڑھ - ساگر - مرکرہ -	بنگلور - ہبلی -	باندہ - تیما پور - شولاپور	گجی	نندگڑھ - باندہ - ہبلی - شموگہ - مرکرہ -
مدراس - کیرالہ	کرولائی - منارگھاٹ	پینگاڈی - بنگلور - ٹیلی چری	پیرا - کوڈالی - کنانور	مدراس - ستان کولم - میلا پالم - کالیکٹ - باڈاگرا - چیتا پریم - الانور	کوٹمار - منجیشور -	-	مدراس - بنارگھاٹ - کنانور - الانور - کوڈالی - پینگاڈی - منگلور
کشمیر جموں	جموں	پونچھ	یاڑی پورہ	رشی نگر - کنی پورہ - بھدرواہ - ماتیں - شپیندرہ	سری نگر - آسنور - شورت - خوبیاں - ماندوجن - بڈھانوں - باندی پورہ - چک ایریچ - سندبراڑی - ہیچہ مرگ - سولاہ - کاٹھ بن - چارکوٹ	لدرون - یاری پارہ گام - ہموسان - سونا گلی -	آسنور - شورت - باندی پورہ - ہیچہ مرگ - بھدرواہ -

مبلغ مشرقی افریقہ و مارشیس قادیان میں

(بقیہ صفحہ ۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے ذریعہ قرآن کریم کے ایسے علوم عطا فرمائے ہیں۔ کہ جن سے دلوں کی بیماریوں سے شفا ملتی ہے اور سننے والوں کے دلوں پر خاص اثر ہوتا ہے ایکدفعہ میرے پاس ایک عیسائی آیا۔ اسوقت میں قرآن کریم پڑھ رہا تھا۔ اُس نے کہا مجھے بھی قرآن میں سے جو حصہ تلاوت کر رہا تھا اُس کا ترجمہ سنایا۔ میں نے دیکھا کہ اُس کی آنکھوں سے جاری تھے۔

میں نے اُسے بتایا کہ یہی قرآن دوسرے مسلمانوں کے پاس ہے مگر اللہ تعالےٰ نے ہمیں زمانہ کے مامور کی برکت سے اس سے ایسا نور۔ لذت اور سرور بخشا ہے جس کے معانی و مطالب سُن کر ہر سننے والے پر اثر ہوتا ہے۔

آپ نے بتایا کہ اس علاقہ میں ایک پیر رہتا تھا۔ جس کے پاس باقاعدہ طور پر دس ہزار مریدوں کی فہرست تھی۔ اور خود بھی بڑا اثر و رسوخ رکھتا تھا۔ میں اُسے بھی اکثر تبلیغ کیا کرتا تھا۔

ایک دن دورانِ گفتگو میں کہنے لگا۔ میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں۔ آپ میرے ساتھ مل جائیں اور میں آپ کے حق میں تحریر کئے دیتا ہوں کہ میرے بعد میری گدی کے آپ وارث ہونگے اور ساتھ ہی کہا کہ اس کو ضرور قبول کریں۔ کیونکہ جس صورت میں آپ ادھر اُدھر تبلیغ کرتے ہیں اور لوگ آپ کو سخت دُکھ دیتے اور اذیت پہنچاتے ہیں ان سب تکالیف سے آپ کو نجات مل جائے گی۔ اور آپ کی آئندہ زندگی بڑے سکھ اور چین سے گذرے گی۔ میں نے جواب میں کہا کیا تم میری زندگی کی گارنٹی دے سکتے ہو۔ کیا یہ یقینی بات ہے کہ میں آپ کی زندگی میں نہیں مرسکتا۔ حالانکہ موت و حیات خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ میں نے کہا میرا تو ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے دعوے میں سچے تھے۔ اب ان کو چھوڑ کر آپ کے پیچھے کس طرح لگ جاؤں جب میں نے اپنی بات بڑے یقین اور پورے وثوق کے ساتھ بیان کی اُس پر اور اُس کے بیٹے پر جو پاس ہی بیٹھا تھا بہت ہی اثر ہوا۔ وہ ہمیشہ میری بڑی عزت کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ یہ شخص بڑا سچا اور پکا مسلمان ہے۔ مگر افسوس کہ اُس وقت تک ان دونوں کو ایمان لانے کی توفیق نہ ملی۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ایمان اللہ تعالےٰ کی بڑی نعمت ہے۔ جو اُس کے فضل سے ہی نصیب ہوتی ہے۔

آپ نے بتایا کہ میں کسی بڑے سے بڑے آدمی کو ملنے اور اُسے پیغام حق پہنچانے میں کبھی خوف زدہ نہیں ہوا۔ اور بسا اوقات بعض لوگوں نے بہت تکلیفیں بھی دیں سخت مخالفت بھی کی مگر فالحمدللہ تعالےٰ نے ہمیں ہی کامیاب کیا۔ آپ نے بتایا کہ مجھے ایسے ایسے مقامات میں رہنے اور تبلیغ کرنے کا موقع ملا جہاں تین تین چار چار شیر مل کر پھرتے ہیں۔ اور رات کے وقت میرے رہائشی مکان کے اردگرد سے بکریوں اور انسانوں کو اُٹھا لے جاتے مگر خدا تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے محفوظ رکھا۔

جب بھی مجھ سے کسی مخالف نے احمدیت کی صداقت کے بارہ میں کسی پختہ ثبوت کا مطالبہ کیا۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام انی مہین من اراد اھانتک وانی معین من اراد اعانتک کے مطابق ہمیشہ اُسے یہی جواب دیا کہ یا تو تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لے آؤ اور اللہ تعالےٰ کی تائید و نصرت کے نمونے دیکھ لو یا پھر میری مخالفت کرو اور احمدیت کے مقابل پر اپنی ذلت و رسوائی دیکھ لو۔ اس موقعہ پر آپ نے چند ایسے واقعات بھی بیان کئے جو آپ سے اس علاقے میں پیش آئے۔ ان میں سے ایک بڑے مجسٹریٹ اور منصف کی مخالفت اور بالآخر اُس کو بیٹے کی جوانا مرگ کے صدمہ کے علاوہ ڈگری سے ڈسمس کئے جانے کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ حتیٰ کہ میں نے اُسے لوگوں سے بھیک مانگتے بھی دیکھا۔ العیاذ باللہ

مارشس میں

تقریر جاری رکھتے ہوئے مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب بشیر نے بتایا کہ ۱۹۵۳ء میں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد سے مجھے جزیرہ ماریشس میں بھی خدمت دین کیلئے جانے کی سعادت حاصل ہوئی اُس وقت وہاں کی جماعت کی عجیب حالت تھی۔ جماعت کی ساری جائداد اور مساجد پر غیر مبائعین قبضہ جما چکے تھے۔ میں نے دلائل کا جائزہ لے کر ان سب جائیدادوں اور مساجد کو ان کے قبضہ سے واگذار کرانے کی سعی کی مخالفین نے یکے بعد دیگرے تو سنگین مقدمات میرے پر کئے۔ مگر ہر قدم پر خدا تعالےٰ نے غیر معمولی نصرت اور تائید فرمائی اور ہر موقعہ پر مخالفین و منکرین خلافت کو ناکام و نامراد فرمایا۔ مولوی صاحب کی تقریر کا یہ حصہ بڑا ہی پُر لطف اور ایمان افروز واقعات سے پُر تھا۔ افسوس کہ عدم گنجائش کے باعث ان کا ذکر اس جگہ ممکن نہیں۔

جب آپ کی تقریر ختم ہوئی تو جملہ سامعین احمدیت اور خلافت احمدیہ پر ایک تازہ ایمان اور پختہ یقین لیکر اپنے گھروں کو لوٹے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

درخواست دعا۔ خاکسار کی نسبتی بہن تسنیمہ بیگم کچھ عرصہ سے بیمار چلی آتی ہے۔ تمام احباب کرام سے درخواست دعا ہے۔ کہ عزیزہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا فرماویں۔

خاکسار قریشی سعید احمد درویش قادیان

کالیکٹ میں سیرت پیشوایان مذاہب کا جلسہ

(بقیہ صفحہ اوّل)

کیا شاء صوبہ: فرقہ وغیرہ کے بارے میں طرح طرح کے اختلافات پیدا ہو رہے ہیں۔ اس قسم کے جلسوں کو منعقد کرنا از حد ضروری ہے۔ ایسے دور میں اس قسم کی جلسوں کی بہت ہی اہمیت ہے۔ تمام انبیاء انسان کی بھلائی اور بہبودی کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ ہندو مت اسلام، عیسائیت وغیرہ جملہ مذاہب دنیا میں امن و آشتی کے قیام کے لئے ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ لہٰذا ان مذاہب کے بانیوں کی نصائح کا پرچار کرنا اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے۔

صدارتی تقریر

اس جلسہ کے صدر محترم مولوی عبداللہ صاحب فاضل نے تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے تمام مذاہب کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھنا ازحد ضروری ہے۔ قرآن کریم ہمیں یہی تعلیم دیتا ہے کہ دنیا میں موجود تمام اقوام میں خدا تعالےٰ کی طرف سے ہادی و مرشد آتے ہیں۔ لہٰذا ان سب پیشوایانِ مذاہب کی عزت و تکریم کرنا اور ان کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کرنا ہمارا فرض ہے۔

اس جلسہ میں پہلی تقریر سری سکوبار از یکوڈ کی ہوئی۔ اُنہوں نے حضرت سری کرشن کے متعلق تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ کرشن جی مہاراج کا وجود ایک خیالی یا مثالی نہیں بلکہ ایک حقیقی وجود ہے دنیا سے گمراہی اور ضلالت کو دور کر کے اُسے روحانی روشنی سے منور کرنے کے لئے خدا تعالےٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا تھا۔ آپ نے سوئی ہوئی روحوں کو آکر جگا دیا اور بھٹکے ہوئے نفوس کو خدا تک پہنچانے کا رستہ بتا دیا۔ اگر اسی راستہ پر آج لوگ چلتے تو کامیاب ہو جاتے۔

دوسری تقریر جناب عبدالرحیم صاحب (ایڈیٹر ماسیاہ مستیہ دوتن) نے حضرت بدھ کے متعلق بیان کرتے ہوئے بتایا کہ آپ ہندوستان کی روحانی ترقی کے لئے مبعوث ہوئے۔ بعض لوگوں کے خیال کے برعکس حضرت بدھ ہرگز ایک ناستک نہ تھے۔ بلکہ آپ عدم تشدد اور اتحاد و اتفاق کا پیغام لے کر بعالم میں قیام امن کی خاطر مبعوث ہوئے تھے۔ اور خدا تعالےٰ کے سچے اوتار تھے۔

حضرت عیسےٰؑ کے بارہ میں ہنری۔ بے اوٹن جو کہ امریکہ کے رہنے والے پادری ہیں نے ملیالم زبان میں بتایا کہ دشمنوں کی حفاظت اور ان سے محبت کرنے کی تعلیم دینے کے لئے آپ مبعوث کئے گئے تھے۔ حضرت عیسےٰؑ کی یہ تعلیم تھی کہ جو شخص مجھے دیکھتا ہے وہ خدا کو دیکھتا ہے۔ اور آپ نے جہاں بھی گناہ کو دیکھا اس سے نفرت کی اور اس کو مٹانے کی کوشش کرتے رہے۔ کسی کو سزا دینا بہت آسان ہے لیکن کسی کی حفاظت بہت مشکل امر ہے۔ عیسیٰ نے کسی کو سزا نہیں دی۔ لیکن ہر ایک کی حفاظت ہی کی ہے۔

حضرت محمد نبی (صلعم) پر تقریر کرتے ہوئے جناب کے پی ابراہیم کٹی صاحب بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی نے بتایا کہ اسلام کا نصب العین اتحاد ما بین المذاہب و الاقوام اور امن عالم ہے۔ اور قرآن کی تعلیم یہ ہے کہ دین میں کسی قسم کا کوئی جبر نہیں۔

آخر میں مولوی محمد ابوالوفاء صاحب نے بانی سلسلہ احمدیہ (حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام) کے بارہ میں بتایا کہ آپ کی آمد کی غرض حضرت محمد (صلعم) کی پیشگوئیوں کو پورا کرنا اور دیگر مذاہب کے متبعین کو ایک ہی پلیٹ فارم پر جمع کرنا ہے۔

(ملایالہ منورما (MALAYALA MANORAMA) مورخہ ۱۱ر اکتوبر ۱۹۶۱ء)

(ترجمہ مکرم محمد عمر صاحب مالاباری از قادیان)